

## مواصلات، ذرائع نقل و حمل اور انسانی ذرائع کی ترقی

### Communication, Transportation and Human Resources Development

ذرائع نقل و حمل (Transportation) میں یہ شامل ہیں: ریلیں، سڑکیں، بحری جہاز اور ہوائی جہاز جبکہ ذرائع مواصلات (خبر رسائی) (Communication) میں یہ شامل ہیں: ڈاک، تار، ٹیلیگرام، ٹیلیفون، موبائل فون، ٹیکس، ٹیکس، ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر وغیرہ۔ یہ تمام ذرائع کسی ملک کی معاشی، سماجی اور سیاسی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دفاع کو مضبوط بنانے، نظم و نسق مستحکم کرنے، امن و امان قائم رکھنے، تہذیب و تمدن اور علم و ہنر کو فروغ دینے کے لئے ان کا وجود بہت ضروری ہے۔ قومی سالمیت اور خوشحالی انہی سے وابستہ ہے۔ یہاں ہم ان کے معاشی، معاشرتی اور سیاسی فائدے (بالخصوص پاکستان کے حوالہ سے) بیان کرتے ہیں۔

### ذرائع مواصلات اور حمل و نقل کے اہمیت و افادیت (Importance)

معاشی فائدے:

معاشی لحاظ سے ذرائع آمدورفت کے مندرجہ ذیل فائدے ہیں:

- 1- خام مال کارخانوں تک پہنچانا:  
ذرائع نقل و حمل کی مدد سے خام مال کو پیدا ہونے والی جگہوں سے اٹھا کر کارخانوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ مثلاً تیل گاڑیوں، ٹرکوں اور ریلوں کی مدد سے، کپاس کو کپڑوں سے اٹھا کر کپڑے کی ٹولوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ اگر خام مال ٹیکسٹائل تک لانے کی سہولتیں موجود نہ ہوں تو ایک طرف کارخانے بند پڑے ہیں اور دوسری طرف یہ چیزیں کیتوں میں پڑی مغل سڑ جائیں۔
- 2- مصنوعات منڈیوں تک پہنچانا:  
کارخانوں کی بنی ہوئی چیزیں، مختلف شہروں اور منڈیوں میں پہنچائی جاتی ہیں۔ تاکہ ضرورت مند لوگ ان کو خرید سکیں۔ مثلاً ہانا ٹیکسٹائل میں تیار ہونے والے جوڑے ملک بھر کے شوشوروں تک پہنچائے جاتے ہیں۔
- 3- خود کفالتی زندگی کا خاتمہ:  
آمدورفت کی بدولت ہمارے دیہات اور پس ماندہ علاقوں کی خود کفالتی زندگی (یعنی اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کر لینے) کا رجحان ختم ہو گیا ہے اور ان کا شہروں کے ساتھ رابطہ قائم ہو رہا ہے۔ پرانے وقتوں میں یہ کہا جاتا تھا کہ ہمارے دیہات صرف تنگ، مانچس اور ٹی کے تیل کے لیے شہروں کے محتاج ہیں کیونکہ ضرورت کی باقی چیزیں وہ خود ہی تیار کر لیتے ہیں۔ لیکن آج ذرائع آمدورفت کی ترقی کے باعث، شہروں اور دیہات میں، اس قدر گہرا رابطہ پیدا ہو گیا ہے کہ دیہاتی بھی ریلیز، بجریز، ٹیلی ویژن، ٹریکٹر، موہاٹل اور میڈیوں ایسی چیزیں استعمال کرنے لگے ہیں جو سمندر پار ملکوں میں تیار ہوتی ہیں۔

4- تقسیم کار (Division of Labour) میں وسعت:

نقل و حمل کی بدولت تقسیم کار (یعنی آپس میں بانٹ کر کام کرنے) کا حلقہ بھی وسیع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ملک کے مختلف علاقے صرف وہ چیزیں پیدا کرنے میں خصوصیت حاصل کر لیتے ہیں جو کم لاگت پر تیار کر سکتے ہیں اور بعد میں ایک دوسرے کی چیز کے ساتھ جادلہ کر لیتے ہیں۔ اس طرح ہر علاقہ، دوسرے علاقہ میں پیدا ہونے والی چیزوں کو استعمال کرنے کے لائق ہو جاتا ہے، جیسے پاکستان کے مختلف علاقے کھیلوں کا سامان یا لکڑی سے منگوائے جاتے ہیں، برقی بجلی گجرات سے، اخروٹ پاراچنار سے اور چھوہارے کھمبے سے۔

5- قیمتوں میں یکسانیت:

ذرائع نقل و حمل کی بدولت مختلف کارخانوں اور علاقوں میں پیدا ہونے والی اشیاء ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ جاتی ہیں۔ دکانداروں میں مکمل مقابلہ ہوتا ہے اور اس طرح ان کی قیمتیں ہر جگہ یکساں ہو جاتی ہیں، ڈالڈالھی کا ڈب آپ لاہور سے خریدیں یا پشاور سے ایک ہی قیمت پر ملے گا۔

6- مزدوروں کی نقل مکانی (Mobility of Labour):

ذرائع آمدورفت کی مدد سے مزدور ایک مقام سے دوسرے مقام تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ ان کی نقل پذیری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اجرتوں کی شرح یکساں ہو جاتی ہے اور تمام کارخانوں کو اپنی اپنی ضرورت کے مطابق مزدور مل جاتے ہیں۔

7- قدرتی وسائل سے استفادہ:

اگر آمدورفت کے وسائل موجود نہ ہوں تو بہت سے ایسے قدرتی ذرائع سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا جو دروازہ واقع ہوں اور جن تک رسائی نہ ہو سکتی ہو۔

8- اشیائے ضرورت کی مناسب تقسیم:

ذرائع نقل و حمل کی بدولت جن علاقوں میں جوڑے مقامی ضرورت سے زائد تیار ہوتی ہے وہاں سے ان علاقوں تک پہنچائی جاسکتی ہے جہاں اس کی قلت ہو۔ گویا ہر چیز ملک کے مختلف علاقوں میں ان کی ضرورت کے مطابق خود بخود تقسیم ہو جاتی ہے۔

9- روزگاری مواقع میں اضافہ:

بہت سے لوگوں کو روزگار مل جاتا ہے۔ پاکستان میں محکمہ ریلوے، روڈ ٹرانسپورٹ، پی۔ آئی۔ اے اور دیگر انٹر لائنز میں لاکھوں افراد ملازمت کر رہے ہیں۔ اس وقت برسر روزگار افراد کا نصف حصہ اس شعبہ میں مشغول ہے۔

10- آبادی کا علاقائی پھیلاؤ:

ذرائع نقل و حمل کی بدولت ملکی آبادی چند مقامات پر گنجان ہونے نہیں پاتی، بلکہ ملک کے مختلف علاقوں میں پھیل جاتی ہے اور یوں پس ماندہ علاقے بھی ترقی کر جاتے ہیں۔ ایسے مواصلات کے باعث بیرونی سیاحوں، سرمایہ کاری اور سرکاری آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

معاشرتی فائدے (Social Benefits):

معاشرتی نقطہ نظر سے بھی ذرائع آمدورفت کے بہت سے فائدے ہیں لوگوں کو باہم ملنے اور تبادلہ خیالات کا موقع ملتا ہے وہ ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ تہذیب و تمدن اور کلچر کھرتا ہے، تعلیمی اشاعت ہوتی ہے۔ آج سر زمین پنجاب کے علامہ اقبال کا کلام تمام پاکستانیوں میں وہی دلولہ پیدا کرتا ہے جو خیبر پختونخوا کے خوشحال خاں خٹک کا اور سندھ کے شاہ لطیف بھٹائی کا۔

سیاسی فائدے (Political Benefits):  
ذرائع نقل و حمل کی سیاسی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ملک کے نظم و نسق کو بہتر بنانے کے لئے ان سہولتوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر ملک کے اندر گزریں، ہنگامہ یا فساد رونما ہو جائے تو اس پر قابو پانے کے لئے پولیس کو جلدی سے متاثرہ علاقوں کی طرف منتقل کیا جاسکتا ہے، اور اگر کسی بیرونی دشمن کے حملے کا خطرہ ہو تو فوجی دستے بڑی تیزی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جاسکتے ہیں۔  
آمدورفت کے روایتی ذرائع (Traditional Means of Transportation)

ان میں یہ شامل ہیں:  
سڑکیں (Roads)، شاہراہیں (Highways)، ریلیں، ہوائی جہاز (Airlines)، بندرگاہیں (Ports) اور بحری جہاز رانی (Shipping) وغیرہ۔ پاکستان میں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

## سڑکوں کا جال

(Road Network)

پاکستان میں سڑکوں کی اہمیت:

- 1- ہمارا ملک زرعی ہے اور کسان کو اپنی فصل سڑی میں لے جانے، شہر سے اپنی ضروریات کی اشیاء لانے اور مقامی آمدورفت کے لئے تیل گاڑی استعمال کرنی پڑتی ہے، جو نہ صرف ریل گاڑی کے اوقات اور ضابطوں سے آزاد ہے، بلکہ اسے ہر وقت اور ہر جگہ پہنچنے میں آسانی مہیا کرتی ہے۔
- 2- ہمارے ملک کی 64 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے دیہات تھوڑے تھوڑے فاصلے پر آباد ہیں۔ ان سب کو باہم ملانے کے لیے ریلوں کی نسبت سڑکیں زیادہ موزوں ہیں، جن پر لوگ اپنی سواری پر آسانی سفر کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان راستوں پر لاریاں، ٹرک، کاریں، تیل گاڑیاں، اونٹ گاڑیاں، کیے، دریا، تانگے، سائیکل اور سکوتر بکثرت چلتے رہتے ہیں۔
- 3- جن علاقوں میں دریا، ندی، تالے، پہاڑ اور نشیب و فراز ہوں وہاں بھی ریلوے کی بجائے سڑکیں تعمیر کرنا آسان ہے۔ بڑے بڑے شہروں کے مضافات سے بے شمار لوگ ہر روز ملازمت، کاروبار، تجارت یا مزدوری کے سلسلے میں شہروں میں آتے اور جاتے ہیں، جنہیں صبح سے لے کر رات تک گئے ٹیک، موٹر میں اور ریلیں منزل مقصود تک پہنچاتی رہتی ہیں۔
- 4- منصوبہ بندی کمیشن لگتا ہے کہ روڈ ٹرانسپورٹ کی بدولت کئی اشیاء کے نقل و حمل کے اخراجات کم ہو گئے ہیں۔ تیز اور قابل اعتماد سروس میسر آگئی ہے۔ اشیاء کو منتقل کرنے کے دوران ان کے گم ہونے یا نقصان ہو جانے کے امکانات گھٹ گئے ہیں۔
- 5- غذا میں خود کفالت اور ملک میں کھاد کی پیداوار میں اضافہ سے روڈ ٹرانسپورٹ کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

روڈ ٹرانسپورٹ:

پاکستان میں موٹر گاڑیوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا ہے۔ اس اضافہ کی بڑی وجہ یہ ہیں:

- قومی پیداوار اور زرعی کس آمدنی میں اضافہ ہو گیا ہے۔
- شہری آبادی بڑھتی گئی ہے۔
- چھوٹے فاصلے کے لیے ریلوے کے مقابلہ میں روڈ ٹرانسپورٹ زیادہ مفید ہے۔

روڈ ٹرانسپورٹ (Door-to-Door Service) مہیا کر دیتی ہے اس لئے اس کا انتظام مقامی حالات کے مطابق بہتر طور پر ہو سکتا ہے۔ ساتویں پانچ سالہ منصوبے (1986ء تا 1993ء) کے دوران سڑکوں کے تعمیراتی پروگرام کے لئے تناسیل ملین (ارب) روپے مختص کئے گئے اور آٹھویں منصوبے (یعنی 1993ء تا 1998ء) کے دوران سڑکوں کے ترقیاتی پروگرام کے لئے چوتھارہ ارب اڑھتھ کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔

سڑکوں کے شعبہ میں ترقیاتی کام:

شہروں کو باہم ملانے والی اور کھیتوں کو منڈیوں سے ملانے والی سڑکوں کی تعمیر و ترقی کی ذمہ داری، سرکاری شعبہ پر ہے لیکن شہروں کی اندرونی سڑکوں کی تعمیر مقامی حکومتوں اور اداروں پر ہے۔

موٹروے (Motorway):

پاکستان موٹروے کا پہلا حصہ لاہور، اسلام آباد کے درمیان چھ روے (Six-lane) موٹروے پر مشتمل ہے جو دسمبر 1994ء میں مکمل ہوا۔ جس کی لمبائی 339 کلومیٹر ہے۔ دوسرا حصہ اسلام آباد۔ پشاور ہے جو 160 کلومیٹر لمبا ہے۔ تیسرا حصہ شیخوپورہ۔ ملتان پر مشتمل ہے۔ نیشنل ہائی وے (N-5) کراچی۔ لاہور۔ پشاور روڈ کو دہرا کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ موٹروے کا منصوبہ 2003ء میں مکمل ہو گیا۔

پاکستان میں ٹرانسپورٹ اور مواصلات کا شعبہ (مجموعی قومی پیداوار) جی ڈی پی کا 10.3 فیصد حصہ مہیا کرتا ہے۔ نیز معینہ سرمایہ کاری (Fixed Investment) کا سولہ فیصد اور روزگار (Employment) کا چھ فیصد۔ یہ "سرکاری شعبہ کے ترقیاتی پروگرام" (Public Sector Development Programme: PSDP) کا پندرہ فیصد حصہ ہے۔

روڈ ٹرانسپورٹ (یعنی سڑکوں کے ذرائع آمدورفت) پاکستان کے پورے ٹرانسپورٹ سسٹم کی ریڑھ کی ہڈی (Backbone) ہے کیونکہ مجموعی طور پر ہانوے (92) فیصد مسافر سڑکوں کے ذریعہ سفر کرتے ہیں اور چھانوے (96) فیصد مال و اسباب سڑکوں کے ذریعہ منتقل کیا جاتا ہے۔ گزشتہ دس سالوں کے دوران ملک کی معاشی ترقی کی نسبت روڈ ٹریفک (مسافر اور سامان) کی ترقی زیادہ تیز رفتاری سے ہوئی ہے۔

اس وقت پاکستان میں سڑکوں کی کل لمبائی 259,463 کلومیٹر ہے جن میں سے 1,80,866 کلومیٹر اعلیٰ درجہ کی سڑکیں ہیں اور 81,761 کلومیٹر کمتر درجہ کی۔ نیشنل ہائی وے اور موٹروے کا جال 9,518 کلومیٹر پر مشتمل ہے جو سڑکوں کی کل لمبائی کا 3.7 فیصد ہے لیکن پاکستان کی مجموعی ٹریفک کا نوے (90) فیصد حصہ انہی کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں فی مربع کلومیٹر سڑکوں کی گنجائی (Road Density Km/sq: km) فی مربع کلومیٹر رقبہ کے لئے اوسطاً 0.32 کلومیٹر لمبی سڑک ہے جو کہ مطلوبہ معیار سے کم ہے کیونکہ عالمی طور پر ترقی پذیر ملکوں کے لیے سلسلہ معیار 0.5 کلومیٹر فی مربع کلومیٹر ہے۔ آئندہ پانچ سالوں میں 2015ء تک اسے بڑھا کر دوگنا (یعنی 0.64 کلومیٹر فی مربع کلومیٹر) کر دیا جائے گا۔ (جاپان میں یہ نسبت 3.07 کلومیٹر ہے اور بھارت میں 1 کلومیٹر)۔

پاکستان میں سڑکوں کی تعمیر و قیام کی ذمہ داری نیشنل ہائی وے اتھارٹی (NHA) کے سپرد ہے۔ یہ کوشش کر رہی ہے کہ ایک مستعد، محفوظ اور مکمل نقل و حمل کے نظام کو ترقی دی جائے۔ اس وقت یہ اتھارٹی بین الصوبائی رابطہ کی اٹھارہ بڑی شاہراہوں کی نگرانی ہے جنہیں نیشنل ہائی وے کہا جاتا ہے۔

نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے 1610 کلومیٹر این-5 (N-5) کو بحال کیا ہے اور 757 کلومیٹر اسٹریٹس ہائی وے کو بہتر بنایا ہے۔ 2010ء اور 2011ء میں آنے والے سیلابوں کے باعث سڑکوں اور پلوں کی بہت تباہی ہوئی کیونکہ 736 کلومیٹر سڑکیں اور 48 پل تباہ ہو گئے۔ جن کی بحالی پر "نیشنل ہائی وے اتھارٹی" (NHA) کو ساڑھے تیس ارب روپے خرچ کرنے ہوں گے۔ اس وقت (2011ء میں) پینٹھ ارب روپے کے ترقیاتی پروجیکٹ زیر تکمیل ہیں جن میں سڑکوں، پلوں، فلائی اوورز، انٹرنیچز (Interchanges) وغیرہ کی تعمیر کا کام شامل ہے۔

### پاکستان ریلوے (Paksitan Railway):

پاکستان ریلوے کے ذریعے نقل و حمل کا کام ایک اجارہ داری کی شکل میں انجام دیا جا رہا ہے، اگرچہ ریلوے کے مقابلے میں روڈ ٹرانسپورٹ بھی موجود ہے، یعنی بسیں، وینیں اور ٹرک وغیرہ۔ لیکن جوہولتیس ریلوے کے سفر میں میسر ہیں، وہ بسوں اور ٹرکوں میں حاصل نہیں کیڑکی اور فرم اور کاروباری ادارے کو ریل میں چلانے کی اجازت نہیں اس لئے پاکستان ریلوے کو اجارہ داری کی حیثیت حاصل ہے۔ اور اب اس کا نظم و نسق ایک خود مختار ”پاکستان ریلوے بورڈ“ کے پاس ہے۔

اس وقت ریلوے لائن کی لمبائی 7,791 کلومیٹر ہے۔ پاکستان ریلوے کے پاس کل 781 سٹیشن ہیں۔ اس وقت 1592 انجن 4,250 مسافر ڈبے اور 22,052 مال ڈبے ہیں۔ لیکن ان اثاثوں کی کیفیت اطمینان بخش نہیں ہے کیونکہ ریلوں کا 55 فیصد حصہ 60 فیصد ڈیل انجن، سو فیصد سیم اور الیکٹرک انجن 7 فیصد مسافر اور مال ڈبے زائد العمر (Over-age) ہیں اور دراصل ناکارہ ہو چکے ہیں۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے پاکستان ریلوے کی حالت زوال پذیر ہے کیونکہ

- (i) قومی ترقیاتی منصوبوں میں ریلوے کی بجائے سڑکوں کی تیسر و ترقی کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی رہی ہے۔
- (ii) ریلوے کی ترقی کی طرف توجہ کم ہو جانے کے باعث ریلوے کی تجدید اور قیام و بقاء کے لیے حسب ضرورت فنڈ مہیا نہیں کئے جاتے رہے۔
- (iii) زائد از ضرورت عملاً (خلاف)، ناقص انتظامیہ اور دیگر شعبوں میں غفلت و کوتاہی کے باعث ریلوے کو خطا کا شکار ہو گئی ہے چنانچہ ریلوے پٹرول، انجنوں اور ڈیولوں کی تجدید کے لئے بھاری سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ حکومت پاکستان نے ریلوے کی بحالی کے لئے 2001ء تا 2010ء ایک تناظری منصوبہ (Perspective Plan) بنایا جس پر مجموعی طور پر 105 بلین روپے خرچ کئے جائیں گے تاکہ ریلوے کے کچھ قحطی و محتاجی انجن، ڈبے، سٹنلک اور ٹیلی کمیونیکیشن کے نظام کی بحالی اور تجدید کی جائے۔

### ریلوے کی اہمیت و افادیت (Importance)

- ہماری معیشت میں ریلوے کی اہمیت کا اندازہ مندرجہ ذیل باتوں سے لگایا جاسکتا ہے:
- ریلوے کے ملازمین کی کل تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے۔ گویا یہ نگہ اس قدر لوگوں کو روزگار مہیا کرتا ہے۔ ریلوے کی سالانہ مجموعی کمائی سترہ ارب روپے ہے۔
- یہ نگہ ہر سال تنخواہی اور اجرتوں کی صورت میں پچاس کروڑ روپے ادا کرتا ہے، اور ہر سال تقریباً 60 کروڑ روپے کا ایندھن اور دیگر اشیاء خریدا جاتا ہے۔
- ریلوے کی کل 7,791 روٹ کلومیٹر لمبائی ہے جو ہر موسم میں محفوظ قسم کی مواصلاتی خدمات بہم پہنچاتی ہے جن میں اربوں ”انفرادی کلومیٹر“ اور اربوں ”ٹن-کلومیٹر“ سامان منتقل کیا جاتا ہے۔
- اگر زرعی شعبہ اپنے پیداواری ہدف حاصل کرنا چاہے تو ضرورت ہے کہ بیرون ملک سے حاصل ہونے والی اور ملک کے اندر تیار ہونے والی کھاد ملک بھر میں کیتوں تک پہنچائی جائے تاکہ وہ صحیح وقت پر صحیح جگہ تک پہنچ جائے۔
- ریلوے کے ذریعے لاکھوں ٹن مال بندرگاہوں سے ملک کے اندرونی حصوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ تیل اور تیل کی پیداواریں ملک بھر کے صارفین تک ریلوے کے ذریعے پہنچائی جاتی ہیں تاکہ صنعت کے پیسے چلتے رہیں۔
- تیسرے مقامی مقاصد کے لئے سینٹ اور کونسلہ دور دراز فاصلوں تک ریلوے کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔
- برآمدی مقاصد کے لئے چاول، کپاس، زرعی پیداواریں، اور نیم مصنوعات اشیاء کراچی کی بندرگاہ تک ریلوں کے ذریعے پہنچائی جاتی ہیں۔ دانا کھیتے ہیں کہ پاکستان کی دور دراز بڈیاں ہیں: ایک دریائے سندھ اور دوسری پاکستان ریلوے۔

اس سے نہ صرف ملک کی معاشی ترقی کو فروغ ملتا ہے بلکہ قومی یکجہتی بھی مضبوط و مستحکم ہوتی ہے۔

### ریلوے کے مسائل:

تاہم پاکستان ریلوے نظام درج ذیل وجوہات کے باعث ابتر ہو گیا ہے۔ انتظامیہ میں خرابیاں، غیر صحت مندانہ ٹریڈ یونین سرگرمیاں اور بدعنوانی (کراپشن) وغیرہ۔

### پاکستان انٹرنیشنل ائر لائن (PIA):

ہوائی جہازوں کے ذریعہ سفر اور مال و اسباب منتقل کرنے کی سہولت معیشت کا اہم شعبہ ہے کیونکہ اس اے دنیا کے مختلف علاقوں تک رسائی آسان اور جلد ہو جاتی ہے۔ پاکستان کی ہوائی سروس کی کمپنی یعنی پی آئی سے نے 2010ء میں 107 بلین (ارب) روپے کمائے۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر یہ زوال پذیر ہے۔ اس کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے تیل کی قیمتوں میں عالمی سطح پر اضافہ۔

### جہاز رانی (Shipping):

پاکستان کی معاشی زندگی میں جہاز رانی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ قیام پاکستان کے وقت ہمارا تجارتی بیڑا صرف تین جہازوں پر مشتمل تھا۔ جن کی بار برداری کی گنجائش فقط اٹھارہ ہزار ٹن تھی اس لئے زیادہ مال و اسباب غیر ملکی جہازوں کی معرفت آتا جاتا تھا، اور اس پر کافی زرمبادلہ خرچ ہو جاتا، لہذا حکومت نے جہازوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی۔ یکم جنوری 1974ء کو حکومت نے جہاز رانی کمپنیوں کو سرکاری حوالے میں لے لیا۔ پاکستان انٹرنیشنل شپنگ کارپوریشن (PNSC) کا بیڑا 151 جہازوں پر مشتمل ہے اور یہ ان روٹوں پر جہاز چلاتی ہے: یو، کے، یورپ، امریکہ، کینیڈا، چین، خلیج فارس اور مشرق بعید کے روٹ 2011ء کی آخری سہ ماہی میں کارپوریشن نے چھ ارب دو کروڑ روپے کمائے۔

### بندرگاہیں:

ستوط ڈھاکہ (یعنی مشرقی پاکستان کے الگ ہو جانے) سے قبل مشرقی اور مغربی پاکستان اڑھائی ہزار میل لمبے سمندری راستے سے آپس میں ملے ہوئے تھے لیکن اس وقت پاکستان کے ساحل کی لمبائی ایک ہزار کلومیٹر ہے۔ آزادی کے وقت پاکستان کے حصے میں دو بندر گاہیں آئیں: کراچی اور چٹاگانگ۔ لیکن ستوط ڈھاکہ کے بعد پاکستان میں صرف کراچی کی بندرگاہ رہ گئی، چنانچہ پاکستان کی ساری بحری تجارت اسی بندرگاہ کی معرفت ہوتی رہی۔ علاوہ ازیں افغانستان کی راہداری تجارت بھی یہیں سے ہوتی تھی۔

### پورٹ قاسم:

چونکہ پاکستان کی بڑھتی ہوئی بحری تجارت کے پیش نظر کراچی کی واحد بندرگاہ کافی نہیں تھی اس لئے حکومت نے یہ پروگرام بنایا کہ ایک دوسری بندرگاہ قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ملکی اور غیر ملکی ماہرین نے تحقیق کے بعد یہ تجویز پیش کی کہ کراچی سے 42 کلومیٹر جنوب مشرق کی طرف گہرا پانی موجود ہے جہاں دوسری بندرگاہ بنائی جاسکتی ہے۔ چنانچہ عظیم مسلمان عابد محمد بن قاسم کے نام پر یہاں قاسم پورٹ بنانے کے لئے جون 1973ء میں حکومت نے ”پورٹ قاسم اتھارٹی“ قائم کر دی۔ اس بندرگاہ کا محل وقوع ملکی اور بین الاقوامی تجارت کے لئے موزوں ہے۔ چنانچہ یہ بندرگاہ اب مکمل ہو چکی ہے۔

نئی شعبہ میں جہاز رانی کی خدمات میں اضافہ کرنے کے لئے بہت سی مراعات اور ترغیبات دی گئی ہیں۔ چنانچہ نئی شعبہ کی شرکت سے بلوچستان میں ہر مڑ کی آبادیوں کے نواح میں ایک تیسری بندرگاہ ”گواہ بندرگاہ“ قائم کی جا رہی ہے جو کراچی سے 290 بحری کوس کے فاصلے پر ہے۔

گواہ پورٹ پر 2002ء میں کام شروع ہوا تھا جو 2008ء میں مکمل ہو گیا۔ پہلے مرحلہ پر ریل لائنیں سترہ ارب میں کروڑ روپے آئی تھیں اور اس میں حکومت چین نے مالی اور فنی (ٹیکنیکل) امداد فراہم کی تھی۔ گواہ پورٹ کا انتظام، ایک چالیس سالہ معاہدہ کے تحت "پورٹ آف سنگاپور اتھارٹی" (PSA) کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ یہ اتھارٹی اس کام میں عالمی سطح پر معروف ہے اور اس وقت یہ گیارہ ممالک میں انیس بندرگاہیں چلا رہی ہے۔

### خشک گودیاں یا بری بندرگاہیں (Dry Ports):

پاکستان میں بحری بندرگاہوں (Sea Ports) کے علاوہ جیسے عدد بری بندرگاہیں بھی ہیں جن کا انتظام و انصرام پاکستان ریلوے (Pak Railways) کے پاس ہے۔ سب سے پہلی ڈرائی پورٹ لاہور میں (مغلپورہ سٹیشن پر) 1973ء میں قائم کی گئی۔ اس کے بعد ان مقامات پر بری بندرگاہیں قائم کی گئیں: کراچی (1974ء میں)، کوئٹہ (1984ء میں)، پشاور (1986ء میں)، ملتان (1988ء میں) اور راولپنڈی (1990ء میں)۔ ان کے علاوہ چار بری بندرگاہیں ایسی ہیں جو نجی شعبہ (Private Sector) کے زیر انتظام ہیں، اور ان مقامات پر قائم کی گئی ہیں:

- 1- سمبولیال (ضلع سیالکوٹ)، 2- فیصل آباد، 3- نیشنل لاجسٹک سیل (NLC) لاہور۔ اور 4- این ایل سی، کوئٹہ۔

### کارگزاری:

بیرونی ممالک سے پاکستان کے لئے درآمد شدہ مال پہلے کراچی کی بحری بندرگاہ میں پہنچتا ہے اور پھر وہاں سے پاکستان ریلوے کے ذریعہ ملک کی دیگر بری بندرگاہوں (Dry Ports) تک پہنچتا ہے۔ اس بات کا اختیار حکومت نے "پاکستان ریلوے" کو دیا ہے۔ پھر ان بری بندرگاہوں سے بیرونی ممالک سے مال درآمد کرنے والے (Importers) قوانین کے مطابق اپنے مال پر کسٹم ڈیوٹی اور دیگر اخراجات وغیرہ ادا کر کے مال اپنے مطلوبہ مقامات پر لے جاتے ہیں۔ ان بندرگاہوں کے دو شعبے ہیں:

- 1- درآمد شدہ مال کراچی کی بحری بندرگاہ سے وصول کر کے مطلوبہ شہروں کی بری بندرگاہوں تک پہنچاتا۔
- 2- درآمد ہونے والا مال مختلف شہروں کی بری بندرگاہوں سے وصول کر کے کراچی کی بحری بندرگاہ تک پہنچاتا۔

### عملی افادیت:

ان بری بندرگاہوں کے قائم ہونے سے پاکستان کے درآمدی و درآمدی تاجروں (Exporters and Importers) کو بڑی سہولت ہو گئی ہے کیونکہ ان سے پہلے درآمد کنندگان کو اپنا مال کراچی لے جا کر بحری جہازوں کے سپرد کرنا پڑتا تھا۔ لیکن اب وہ اپنے شہر کی بری بندرگاہ تک مال پہنچاتے ہیں اور آگے ریلوے اپنی ذمہ داری پر یہ مال کراچی لے جاتی ہے۔ اسی طرح درآمد کنندگان کو بھی اپنا مال وصول کرنے کے لئے کراچی نہیں جانا پڑتا بلکہ مذکورہ بالا چھ شہروں میں سے کسی ایک بری بندرگاہ پر جا کر اپنا مال وصول کر لیتے ہیں۔

### ذرائع مواصلات (Means of Communication):

پاکستان میں مواصلات کے یہ ذرائع موجود ہیں: ڈاک، تار (ٹیلیگرام)، ٹیلیفون، ٹیکس، واٹر لیس، ریل، ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر وغیرہ۔

### ڈاک:

قائم پاکستان کے وقت ملک میں 3,036 ڈاک خانے تھے جو بڑھ کر 2010ء میں 22,835 ہو گئے۔ اب ملک کے اندر بڑے بڑے شہروں میں ڈاک ہوائی ذریعہ سے پہنچتی ہے۔ ملک کے اہم شہروں میں ڈاک خانے قائم کر کے اوقات کار میں اضافہ کیا گیا ہے۔ پوسٹ آفس "سینکڑوں ہنگاموں" کے قیام اور ترقی کی جانب بھی خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ ڈاک خانے میں سینکڑوں ٹھیکیت فروخت کئے جاتے ہیں جن

سے عوام کو روپے بچانے کی ترغیب ملتی ہے۔ تمام پوسٹل عمل وصول کرتے ہیں۔ یونیورسل پوسٹل یونین (UPU) کے معیار کی زد سے 20-40 مربع کلومیٹر اور تین تا چھ ہزار کی آبادی کے لئے ایک ڈاک خانہ موجود ہونا چاہئے۔ اس کے قواعد کے مطابق پاکستان (اسرائیل کے سوا) دنیا کے تمام ملکوں کے ساتھ ڈاک کا تبادلہ کرتا ہے۔ گزشتہ سال پاکستان پوسٹ نے کمشن کی شکل میں 40 کروڑ روپے کمائے۔

### تار (Telegraph):

قیام پاکستان کے وقت ہمارے ہاں ٹیلی گرام کی سہولتیں بھی ناکافی تھیں۔ لیکن بعد میں کراچی، لاہور اور راولپنڈی میں ٹیلی فون پتھر ایکس چینج نصب کئے جانے لگے ہیں۔ کراچی کو بین الاقوامی ریل یو ٹیلی گراف سرکٹ کے ذریعے ان شہروں سے ملایا گیا ہے: شہران، ماسکو، پیرس، لندن، نیویارک، واشنگٹن ڈی سی، اوہائیو، سان فرانسسکو اور جاپ۔

### پاکستان ٹیلی کام اتھارٹی (PTA):

2011ء کے آغاز میں ملک میں معینہ نوعیت (Fixed Line) ٹیلی فون کنکشن کی تعداد مسلسل کم ہو کر 34 لاکھ اور موبائل فون کے صارفین کی کل تعداد بڑھ کر دس کروڑ تیس لاکھ ہو گئی۔ گویا کل آبادی کے 19 فیصد کے پاس فون کی سہولت تھی۔ اس شعبہ کو منظم کرنے کے لیے جنوری 1997ء میں ایک ادارہ پاکستان ٹیلی کام اتھارٹی (پی ٹی اے) قائم کیا گیا۔ یہ ٹیلی کمیونی کیشن نظاموں کے قیام اور عملداری کو باقاعدہ اور باضابطہ بناتا ہے اور صارفین کے مفادات کو تحفظ دیتا ہے تاکہ انہیں اچھی سروس یا کفایت خرچ پر مہیا کی جائے۔

حکومت نے اس شعبہ میں نجکاری یا پالیسی اختیار کی اور معینہ (فکسڈ لائن) اور موبائل فون کے لئے لائسنس جاری کرنے کا اختیار پی ٹی اے کو دے دیا۔ اس شعبہ کی ترقی کے لئے حکومت نے بہت سی مراعات دی ہیں اور ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں میں کمی کر دی ہے۔

اب ٹیلی کمیونی کیشن کسی ملک کی معیشت کے مختلف شعبوں کی ترقی اور ترقید کے لئے بنیادی ضرورت بن گئی ہے کیونکہ جیسے جیسے کوئی معیشت افزائش کے مرحلے طے کرتی جائے مواصلاتی سہولتوں کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے تاکہ پھیلتے ہوئے معاشی اور کاروباری معاملات پر آسانی ملے سکے جاسکیں۔ چنانچہ پاکستان میں صرف ٹیلی کام شعبہ کا جی ڈی پی میں حصہ بڑھ کر تین فیصد ہو گیا۔ اس شعبہ میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (FDI) دو ارب ڈالر سے زائد ہو گئی۔

اس شعبہ سے حکومت کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ 2009-10ء میں یہاں سے ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کی شکل میں حکومت کو 357 ملین (ارب) روپے حاصل ہوئے جبکہ 2001-02ء میں صرف دس ارب روپے حاصل ہوئے تھے۔ نیز اس شعبہ کی ترقی کے باعث روزگاری مواقع بھی بڑھ گئے ہیں، چنانچہ 2010ء میں اس شعبہ میں براہ راست اور بالواسطہ طور پر دس لاکھ سے زائد لوگوں کو روزگار ملا۔

اس وقت پاکستان میں موبائل فون سروس مہیا کرنے والی سات کمپنیاں ہیں (جن میں موبی لنک (Mobilink)، ٹیلی نار (Telenor) اور وائرڈ (Warid) بڑی کمپنیاں ہیں)۔ چنانچہ ان کے مابین سخت مقابلہ کے باعث صارفین کو کم قیمت پر زیادہ سہولیات مل رہی ہیں جس کے باعث 2000ء میں صرف تین لاکھ افراد کے پاس موبائل فون تھے جبکہ 2011ء میں ان کی تعداد بڑھ کر دس کروڑ تیس لاکھ ہو گئی۔

فکسڈ لائن سروس کا اختیار پہلے صرف ایک ادارے کے پاس تھا یعنی پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن لمیٹڈ (PTCL) لیکن 2003ء میں اس کی اجازت داری ختم کر دی گئی۔ ٹیلی کام شعبہ کی اعداد و شمارنگی کے (Deregulation) پالیسی کی ذمہ داری اب پاکستان ٹیلی کام اتھارٹی (PTA) کے پاس ہے اعداد و شمارنگی کے باوجود اس وقت حکومت کے پاس پی ٹی سی ایل کے ہاتھ فیصد حصص ہیں۔ اس وقت ملک کے اندر عوام کی سہولت کے لئے ساڑھے تین لاکھ پبلک کال آفس (PCOs) ہیں۔

دو بحاشیوں کی ایک نہایت مفید ایجاد کمپیوٹر ہے جس کے باعث اطلاعاتی، تجارتی، معاشرتی اور سیاسی شعبوں میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں انٹرنیٹ (Internet) 'ای۔ میل' (E-mail) اور دیگر کمپیوٹریٹ ورکس وغیرہ کی ٹیکنالوجی استعمال ہو رہی ہے۔ کمپیوٹر کے لفظی معنی ہیں: حساب کتاب کرنا یعنی کسی قسم کے ڈیٹا (Data) کو مل کر کے اس کا رزلٹ دینا یا میل کا مطلب ہے الیکٹرونکس میل یعنی ایسی ڈاک جو بجلی کے اشاروں سے اپنی منزل تک پہنچتی ہے۔ گویا ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر پر جو تحریر کی پیغام بھیجا جاتا ہے اسے ای میل کہا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی بھی ملک میں فون کیا جاسکتا ہے اور اس کے اخراجات بھی بہت کم ہوتے ہیں لہذا اپنے دفتر میں ہی بیٹھے دنیا بھر سے ہر قسم کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ کاروباری لوگ مختلف ملکوں کے تاجروں سے کمپیوٹریٹ ورک کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں۔ غرض کمپیوٹر ساری دنیا کی مارکیٹوں سے مطلوبہ ہر قسم کی تفصیل گھر بیٹھے مہیا کر سکتا ہے۔ یوں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے باعث پوری دنیا ایک ہی بڑا شہر (Global Village) کی شکل اختیار کر گئی ہے اور اس کے ذریعہ آپ سارے جہاں کی ملکی اور نگر کی تحقیق کے نتائج سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

### اطلاعی ٹیکنالوجی (Information Technology)

عہد حاضر میں کسی معیشت (Economy) کے ہر شعبہ اور معاشی سرگرمیوں میں ترقی کا دارو مدار اطلاعی و خبر رسانی کی ٹیکنالوجی (Information and Communication Technology : ICT) پر ہو گیا ہے۔ آج کل کاروبار، تجارت، بیرون ملک درآمد و برآمد اور معاشی کارکردگی کو بہتر اور تیز تر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ملکی کام (Tele Com) کے نظام اور ڈھانچے کو جدید تر اور ترقی یافتہ بنانا جائے کیونکہ اطلاعی ٹیکنالوجی نے معاشی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اس لئے موجودہ اکیسویں صدی کو اطلاعی ٹیکنالوجی کی صدی (I.T. Century) کہا جاتا ہے۔ اس ٹیکنالوجی کی ترقی اور فروغ سے افراد، کاروبار اور مختلف اداروں و تنظیموں کو بہت فائدہ پہنچا ہے، گویا اس وقت پوری دنیا ایک اطلاعی معیشت (Information Economy) کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

اطلاعی ٹیکنالوجی سے مراد ہے "ایسی ٹیکنالوجی جو معلومات کو حاصل کرے، دوبارہ استعمال کے لئے کام میں لائے، معلومات کا ذخیرہ کرے، ان کا تجزیہ کرے، منتقل کرے، دوبارہ پیش کرے اور ان کا اظہار کرے۔"

اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"The technology employed in the capturing, inputting, storing, processing, transmitting, retrieving and displaying of information."

### پاکستان کی معاشی خوشحالی میں ذرائع مواصلات کا کردار

#### (Role of Communication in Pakistan's Prosperity):

گزشتہ صفحات میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی ملک کی معاشی ترقی میں ذرائع مواصلات بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں چنانچہ پاکستان میں بھی ان ذرائع کا ملکی خوشحالی میں اہم حصہ ہے۔ (جو اس باب کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے) تاہم مختصر طور پر یہاں ان کا ذکر کیا جاتا ہے: پاکستان میں برقی ذرائع ابلاغ (یعنی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے سلسلہ میں) 2002ء میں ایک ادارہ اس نام سے قائم کیا گیا: "پاکستان برقی ذرائع ابلاغ کی باقاعدگی کا مقررہ" یعنی پاکستان الیکٹرونک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (PEMRA)۔ یہ ادارہ نجی شعبہ میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، کیبل ٹی وی اور ایسے دیگر ذرائع ابلاغ قائم کرنے کے لئے لائسنس جاری کرتا ہے۔ چنانچہ 2005ء تک ایف۔ ایم (FM) ریڈیو کی نشریات کے لئے 23 لائسنس جاری کر دیے گئے۔ اس طرح نو (9) سیٹلائٹ ٹی وی چینلوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اس وقت پاکستان ٹیلی

مواصلات، ذرائع نقل و حمل اور انسانی ذرائع کی ترقی (PTV) چار چینلز چلا رہی ہے۔ ٹیلی وی 1، ٹیلی وی 2، (ٹی وی ورلڈ)، ٹیلی وی 3، اور ٹیلی وی نیٹشلس۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (PBC) نے پچیس براڈ کاسٹنگ ہاؤسز قائم کر رکھے ہیں جہاں سے دیگر پروگراموں کے علاوہ عوام کو حالات سے باخبر رکھنے کے لئے دن میں کئی مرتبہ 31 زبانوں میں خبریں نشر کی جاتی ہیں۔

کسی ملک کی معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی زندگی میں خبر رسانی کے ذرائع بڑی اہمیت رکھتے ہیں، مثلاً:

- 1- حکومت عوام کے ساتھ رابطہ قائم کر سکتی ہے اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے ہنگامی حالات میں انہیں ضروری ہدایات دے سکتی ہے۔
- 2- دور دراز اور وسیع طور پر پھیلے ہوئے دیہاتی عوام تک سرکاری ہدایات پہنچانے کا اس سے بہتر اور مستعد اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔
- 3- ان ذرائع کی بدولت منڈیاں وسیع ہوتی ہیں کیونکہ کاروباری لوگ دور دراز بیٹھے، ٹیلی فون کے ذریعے براہ راست سودے طے کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کراچی سے پشاور تک، اور کوئٹہ سے لاہور تک، بیشتر اشیاء کے نرخ کافی حد تک یکساں ہوتے ہیں اور ہر گز کاروبار اور قیمت کے ٹیلی فون ہوتے رہتے ہیں۔
- 3- ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے صنعت کار اپنی اپنی مصنوعات کی تشریح کر سکتے ہیں اور کاروبار کو فروغ دے سکتے ہیں۔
- 4- ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے کاشت کاروں کو بہتر کاشت کاری کے طریقے بتائے جاسکتے ہیں۔
- 5- ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے تعلیم اور تفریح کا پروگرام بھی مہیا کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ سکول براڈ کاسٹ اور یونیورسٹی پروگرام طلبہ و طالبات کے علم میں کافی اضافہ کرتے ہیں۔ موسیقی، ڈرامے اور فوجی لوگوں کی تفریح طبع کا ذریعہ بنتے ہیں۔
- 6- علاوہ انہیں ذرائع مواصلات کے شعبہ میں لاکھوں افراد کو روزگار ملا ہے، ملک کی اندرونی اور بیرونی تجارت میں اضافہ ہوا ہے، صنعتی ترقی کی رفتار تیز ہو گئی ہے، ملک کی پیداوار بڑھ رہی ہے۔ نیز ذرائع مواصلات کے باعث پورے ملک میں باہمی یکجہت، سیاسی اتحاد اور تہذیب و تمدن میں ہم آہنگی پیدا ہوئی ہے جو معاشی خوشحالی اور ترقی کے لئے ضروری ہے۔

### انسانی محنت کی اہمیت (Significance of Labour):

دولت اور چیزوں کی پیداوار میں انسانی محنت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ زمین (Land) کو آپ غیر فعال عامل پیدا کرنا تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن محنت کو ایک مستعد اور فعال عامل (Active Factor of Production) قرار دیا گیا ہے۔ آج کل ہمارے استعمال میں بے شمار اشیاء آتی ہیں، جن کا زائد قدیم میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہ سب انسانی محنت اور اس کی جسمانی یا ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ کاریں، گاڑیاں، جہاز، ٹیلی ویژن، انٹرکٹویشن، کمپیوٹر انش، انسانی محنت کی مزہن محنت ہے۔ انسان نے تمام قدرتی ذرائع مثلاً پہاڑوں، کانوں، جنگلوں اور دریاؤں پر تسلط حاصل کر لیا ہے۔ بڑے بڑے صنعتی ممالک مثلاً برطانیہ، امریکہ اور جاپان کی قومی آمدنی کا بیشتر حصہ صنعتی مزدوروں کی مدد سے پیدا ہوتا ہے۔ زرعی ممالک مثلاً بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش میں بھی پیداوار کاشت کاروں کی شبانہ روز مشقت کی بدولت حاصل کی جاتی ہے، لہذا پیداوار میں محنت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

### محنت کی پیداواریت (استعداد) (Productivity (Efficiency) of Labour):

تمام مزدوروں کی قابلیت اور کام کرنے کی اہلیت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ بعض زیادہ مستعد، مہمتی اور دیانت دار ہوتے ہیں اور بعض کم۔ اس لئے کسی ملک میں "پیشہ کش دولت" کا درجہ دار ایک تو اس بات پر ہے کہ وہاں کام کرنے والوں کی تعداد کیا ہے، اور دوسرا اس بات پر کہ کام کرنے والوں کی پیداواری استعداد اور صلاحیت کتنی ہے۔

مزدوروں کی پیداواریت جتنے کے لئے مندرجہ ذیل چار باتیں دیکھی جاتی ہیں:

(i) کام کی رفتار: جس مزدور کی کام کی رفتار دوسروں سے زیادہ ہو اس کی استعداد کار زیادہ ہوتی ہے اور جو ست روئی سے کام کرے اس کی استعداد کم ہوتی ہے۔ اکثر ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک ہی قسم کا کام دو مزدوروں کو دیا جائے تو ایک تیزی سے ختم کر لیتا ہے اور دوسرا دیر میں۔

(ii) کام کا معیار: جو مزدور نفاست اور عمدگی سے کام کرے اس کی استعداد کار زیادہ ہوتی ہے اور جو گھٹیا قسم کا کام کرے اس کی استعداد کم ہوتی ہے۔

(iii) خام مال کا استعمال: جو مزدور خام مال بڑی احتیاط سے استعمال کرے اور اسے ضائع نہ ہونے دے اس کی استعداد کار زیادہ ہوتی ہے یہ نسبت اس کے جو خام مال لا پرواہی سے استعمال کرے۔

(iv) عادات و اخلاق: جو مزدور خوش اخلاق، دیانت دار، محنتی اور ذمہ دار ہو اس کی استعداد کار زیادہ ہوتی ہے مگر جو بد اخلاق، بد عنوان، کابل اور غیر ذمہ دار ہو اس کی استعداد کم ہوتی ہے۔

محنت کی پیداواریت کے عوامل (Factors Promoting Productivity of Labour)

محنت کار کی پیداواریت کا انحصار مندرجہ ذیل باتوں پر ہے:

1- جسمانی صحت (Physical Health): جو مزدور جوان اور صحت مند ہو وہ زیادہ کام کر سکتا ہے اس لئے اس کی پیداواریت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کمزور، کس یا بوڑھا مزدور اچھی طرح کام نہیں کر سکتا۔ پاکستان میں غربت کے باعث لوگوں کے رہنے سہنے کے طریقے صاف ستھرے نہیں اور غذا مناسب معیار کی نہیں ملتی اس لئے مزدوروں کی استعداد کم ہوتی ہے۔

2- ذہنی قابلیت (Mental Capability): جو مزدور اچھی ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہو، سمجھ دار اور معاملہ فہم ہو، وہ بہتر طریقے سے کام کرے گا، اس لئے اس کی استعداد کار بھی زیادہ ہوگی۔ اس کے برعکس شیخی اور کند ذہن آدمی اچھا کام نہیں کر سکتا۔

3- تعلیم و تربیت (Education and Training): تعلیم انسان کے شعور کو سلجھانے میں مدد دیتی ہے اور فنی و تکنیکی تربیت اسے خاص کام کرنے کے قابل بناتی ہے۔ لہذا جو لوگ فنی تعلیم حاصل کر لیتے ہیں ان کی صلاحیت اور پیداواریت زیادہ ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں (دس سال اور زیادہ عمر کے) بچپن فیصد لوگ تعلیم یافتہ ہیں اور باقی ان پڑھ ہیں۔ ہمارے ملک میں مزدوروں کی فنی تربیت اور ہنرمندی کا معیار بھی پست ہے۔ اس لئے مجموعی طور پر پاکستانی لوگوں کی پیداواریت کم ہے۔

4- حسن کردار (Good Manners): استعداد کار کا انحصار انسان کے اخلاقیات پر بھی ہوتا ہے۔ جو مزدور دیانت دار، مخلص اور شریف النفس ہوگا وہ پوری تندی سے کام کرے گا۔ اس کے مقابلے میں جو مزدور جھوٹا، آوارہ مزاج اور بد دیانت ہوگا وہ ہمیشہ کام سے جی چرائے گا۔ چنانچہ اس کی استعداد کار پست رہے گی۔

کام کے حالات (Working Conditions): جس جگہ مزدور کام کرتے ہیں اگر وہ صاف ستھری ہو، کمرے کشادہ اور ہوادار ہوں، گرمیوں میں سورج کی تھامت سے بچاؤ اور سردیوں میں سردی کو کم کرنے کا انتظام ہو تو مزدور آسانی سے کام کر سکیں گے۔ اگر حالات برعکس ہوں تو استعداد کار کم ہوگی۔ مزدوروں کی استعداد پر بالکون کے برتاؤ اور تعلقات کا بھی اثر پڑتا ہے۔

آب و ہوا (Climate): گرم مہینوں میں گرمیوں میں رہنے والے باشندے سست ہوتے ہیں اور ان کی استعداد کار کم ہوتی ہے۔ اس کے برعکس معتدل آب و ہوا والے ملک کے لوگ چست اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان کے مزدوروں کی استعداد کار ترقی یافتہ ممالک کے مزدوروں کے مقابلے میں کم ہے۔

آمدنی کا مصرف (Consumption Style): اگر مزدور اپنی آمدنی جتنی ضروریات و آسائشات پر صرف کریں تو ان کی استعداد کار میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس اگر وہ نشیات، جئے بازی اور سرگرت نوشی جیسی بری عادتوں کو پورا کرنے کے لئے صرف کر دیں تو استعداد پست رہے گی۔

زنی کے مواقع: اگر مزدور کی ملازمت پائیدار ہو اور آگے ترقی کے امکانات بھی ہوں تو وہ زیادہ مستعدی سے کام کرے گا، ورنہ نہیں۔

مستقل ملازمت (Permanent Job): اگر مزدور کو ملازمت کا مکمل تحفظ حاصل ہو اس کا روزگار مستقل ہو تو وہ زیادہ دلچسپی سے کام کرے گا، ورنہ بے دلی سے۔

نقل و حرکت کی پندیری (Mobility of Labour): مزدوروں کی صلاحیت و پیداواریت پر، اس بات کا بھی اثر ہوتا ہے کہ وہ تلاش روزگار میں کس حد تک مختلف مقامات پر جانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ گویا ان میں نقل و پندیری کی صفت ہے یا نہیں۔ محنت کی پندیری سے مراد مزدور کی وہ صلاحیت ہے جس کی بدولت وہ ایک پیشے سے دوسرے پیشے یا ایک مقام سے دوسرے مقام یا ترقی کے پہلے درجہ سے دوسرے درجہ میں جاسکتا ہے۔ نقل و پندیری کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

1- جغرافیائی نقل و پندیری (Geographical Mobility): جغرافیائی نقل و پندیری سے مراد مزدوروں کا ایک مقام سے دوسرے مقام کو نقل مکانی کرنا ہے۔ مثلاً فیصل آباد کے کارخانہ کے مزدور کو الہ آباد کے کارخانہ میں چلے جائیں یا پاکستان کے کارکن ملازمت کرنے کے لئے امریکہ، مشرق وسطیٰ اور یورپی ملکوں میں چلے جائیں۔

2- پیشہ ورانہ نقل و پندیری (Occupational Mobility): اگر کوئی مزدور ایک قسم کا پیشہ چھوڑ کر کوئی دوسرا پیشہ اختیار کرے تو یہ پیشہ ورانہ نقل و پندیری ہوگی۔ مثلاً کوئی تھام، درزی کا کام شروع کر لے یا ٹیکسٹائل، سیکول ٹیچر بن جائے۔

3- متوازی یا افقی نقل و پندیری (Horizontal Mobility): اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کارخانہ یا دفتر چھوڑ کر، اسی عہدے پر دوسرے دفتر یا کارخانہ میں ملازم ہو جائے۔ مثلاً ایک اکاؤنٹنٹ اپنے ایک ملازمت چھوڑ کر کسی بینک میں جا لگے۔

اس سے مراد ہے مزدور کے درجہ یا عہدہ کا بدل جانا۔ مثلاً ایک کانٹیل ترقی کرتے کرتے تھانیدار بن جائے یا ایک کانٹیل پھر ارتقائی کر کے پرنسپل بن جائے۔

نقل و پیری بڑھانے والے عوامل (Factors Affecting Mobility):

محنت کی نقل و پیری میں اضافہ کرنے والے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

- 1- بلندا جرتیں: جن صنعتوں یا شعبوں یا علاقوں میں ہجرت زیادہ ہوگی، کارکن ان صنعتوں اور علاقوں کی طرف منتقل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ مثلاً پاکستان میں لوگ دیہات سے نکل نکل کر صنعتی علاقوں کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ دیہات میں روزگار کے مواقع کم اور اجرتیں کم ہیں۔ بہت سے پاکستانی زیادہ اجرتوں کی خاطر امریکہ، یورپ اور سعودی عرب میں جا کر ملازمت کر رہے ہیں۔
- 2- ملازمت کی بہتر شرائط: جن مقامات اور کارخانوں میں کام کی شرائط (Terms) بہتر ہوں گی اور مزدوروں کے مناسب حال ہوں گے۔ مزدور انہی کارخانوں کی طرف حرکت کر جائیں گے۔

3- تعلیم اور ہنرمندی: اگر مزدور پڑھے لکھے اور فنی اعتبار سے تربیت یافتہ ہوں تو وہ کم و بیش ہر مقام، دفتر یا کارخانہ میں ملازمت حاصل کر سکتے ہیں۔ انہیں ایک ملازمت چھوڑ کر دوسری ملازمت اختیار کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ اس لئے مزدوروں کا ہنرمند ہونا بھی ان کی نقل و مکانی میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

4- ذرائع آمد و رفت: اگر آمد و رفت کے ذرائع ترقی یافتہ ہوں تو مزدور آسانی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک آ جاسکتے ہیں۔ یوں محنت کی نقل و پیری میں اضافہ ہوتا ہے۔

5- ترقی کی خواہش: اگر مزدوروں کے اندر ترقی کرنے کا جذبہ موجود ہو تو وہ ایسے کاموں کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں انہیں پہلے سے زیادہ معاوضہ مل سکے اور وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتے رہتے ہیں۔

6- امن و امان: اگر ملک میں امن و امان ہو، جنگی حالات نہ ہوں تو مزدور بلا خوف و خطر ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جاسکتے ہیں۔ اس طرح محنت کی نقل و پیری میں اضافہ ہوتا ہے۔

7- حالات سے آگاہی: اگر کارکنوں کو معلوم ہو کہ مختلف علاقوں میں ان کے لئے روزگار و ملازمت کے مواقع اور اجرتوں کی شرحیں کیا ہیں، تو وہ ان معلومات کی روشنی میں مناسب مقام پر جاسکتے ہیں۔ یہ معلومات ہم پہنچانے میں سرکاری ادارے معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

محنت کی نقل و پیری کے فوائد (Advantages)

1- بے روزگاری میں کمی: محنت کی نقل و پیری کی بدولت بے روزگاری کم ہو جاتی ہے، کیونکہ اگر ایک صنعت میں مزدوروں کی مانگ کم ہو جائے تو دوسری صنعتوں میں ملازمت کر سکتے ہیں اور ایسے مقامات پر جا کر روزگار حاصل کر سکتے ہیں جہاں کارکنوں کی ضرورت ہو۔

2- تعصب کا خاتمہ: معاشرتی نقل و پیری کے باعث ذات پات کی تقسیم ختم ہو جاتی ہے، باہمی تفرقہ ختم ہو جاتا ہے، تعلیم یافتہ لوگ اپنے ذاتی اور خانہ دانی پیشے کی پروا کئے بغیر اچھی سے اچھی ملازمت اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پرانے وقتوں کے پیشوں کے لحاظ سے طبقاتی تقسیم مثلاً موچی، تیلی، مٹائی، دھوبی، ترکان، لوہار، جولاہا وغیرہ کا تصور مدھم پڑ گیا ہے اور اب ان میں سے کوئی بھی جا بے تعلیم یا فنی و تکنیکی ٹریننگ حاصل کر کے الیکٹریشن، مینیک، پلبر، اکاؤنٹنٹ، وکیل، پروفیسر، ڈاکٹر، انجینئر، سول سرورٹ وغیرہ بن سکتا ہے۔ اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

3- انفرایا آبادی کا حل: جغرافیائی نقل و پیری کی بدولت جو علاقے انفرایا آبادی (Over-Population) کا شکار ہوتے ہیں (یعنی جہاں روزگاری مواقع سے زائد لوگ ہوں) وہاں سے مزدور حرکت کر کے ایسے علاقوں میں چلے جاتے ہیں جہاں مزدوروں کی قلت ہوتی ہے۔

4- صنعتی ترقی: نقل و پیری کی بدولت ہر صنعت اپنی اپنی ضرورت کے مطابق مزدور حاصل کر سکتی ہے۔ اور حسب ضرورت غیر ممالک سے بھی ماہرین منگوائے جاسکتے ہیں۔

### پاکستان میں آبادی کی تیز شرح افزائش کے مسائل اور آبادی کی تعلیم کی ضرورت (Problems of HIGH rate of Population Growth and Need of Population Education)

پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے (6th most populous country in the world) 1947ء میں آزاد کی وقت (موجودہ مغربی) پاکستان کی کل آبادی سو اسی کروڑ تھی جو اس سلسلے میں 19 کروڑ 17 لاکھ ہو گئی ہے۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی اس کے ساتھ ساتھ مختلف اشیاء و خدمات ہم پہنچانے کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی گئی۔ مثلاً: خوراک، پوشاک، رہائش، تعلیم، ہسپتال، ادویات اور روزگار کی ہم رسانی۔ آبادی کی سالانہ شرح افزائش 1.92% ہے۔ حالانکہ ترقی یافتہ ملکوں کی 0.9 فیصد اور زیر ترقی ملکوں کی 1.7 فیصد ہے۔

1- فلاحی سکولوں کی قلت: پاکستان کی آبادی میں سے 33 فیصد افراد کام کرتے ہیں، لیکن ان میں سے بھی 6.5 فیصد بے روزگار ہیں۔ پاکستان میں رہائشی سکولوں کی حالت پہلے سے ابتر ہو گئی ہے۔ اس وقت ضرورت سے 70 لاکھ مکان کم ہیں۔ 25 لاکھ شہری علاقوں میں اور 45 لاکھ دیہاتی علاقوں میں۔ اس کی اہم وجوہات یہ ہیں: آبادی کی بلند شرح افزائش اور دیہات سے شہروں کی طرف آبادی کی نقل و مکانی۔ اس وقت ایک کروڑ 13.5 افراد کے حصہ میں آتا ہے۔ شہروں میں اس وقت 2,322 کچی آبادیاں ہیں جن میں کل شہری آبادی کا ایک چوتھا حصہ رہائش پذیر ہے۔ پاکستان میں پینے کے پانی کی سخت قلت ہے، تقریباً آدھی آبادی کو پانی بھرنے کے لئے گھر سے باہر جانا پڑتا ہے۔ چنانچہ 29 فیصد

ماہرین کا کہنا ہے کہ 12 فیصد دستیاب شدہ علاقوں سے اور 8 فیصد لوگوں سے پانی بھرتی ہے۔ دیہاتی علاقوں میں 86 فیصد گھرانے اب بھی ایندھن کے طور پر لکڑی اور کوئلے کے اعلیٰ استعمال کرتے ہیں۔ 36 فیصد آبادی (یعنی پورے سات کروڑ افراد) غربت سے نیچے زندگی بسر کرتی ہے یہ ساری باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ملکی ذرائع پر آبادی کا دباؤ زیادہ ہے۔

## 2- زرعی زمین کی قلت:

زرعی ماہرین کی رائے یہ ہے کہ ملکی آبادی بڑھتے جانے سے زرعی زمین کی کمی ہو رہی ہے لیکن چونکہ پاکستان میں کاشت کاروں کو کئی قسم کے آلات، کھاد اور بیج میسر نہیں ہیں، مویشی مرل اور لاغریں، آب پاشی کی سہولتیں ناکافی ہیں اس لئے زراعت اسے لوگوں کو روزی میا نہیں کر سکتی جو اس بات کی دلیل ہے کہ آبادی سے زیادہ ہے۔

گزشتہ 25 سالوں میں پاکستان کی قابل کاشت زمین میں 27 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ آبادی میں 98 فیصد اضافہ ہوا ہے جس کے باعث "نی کس زمین کی ملکیت" (Individual Land Holding) کم ہو گئی ہے۔ بلند شرح ولادت کے باعث شہری آبادی آئندہ 20 سالوں میں دوگنی ہو جائے گی۔ پانچویں فیصد آبادی کے پاس سیوریج (ٹکاس آب) کا انتظام نہیں ہے اس لئے فضائی آلودگی بڑھ رہی ہے۔

## 3- معاشی کوائف کی ابتری:

ایک عالمی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے معاشی کوائف بڑے ناگوار ہیں۔ مثلاً فی کس آمدنی یعنی اوسطاً ایک پاکستانی کی سالانہ آمدنی 460 ڈالر ہے، جب کہ جاپان کے ایک باشندے کی 33,550 ڈالر ہے یعنی 72 گنا زیادہ۔ پاکستان کی قومی آمدنی کی سالانہ شرح اضافہ 4.2 فیصد ہے جب کہ چین کی 9.5 فیصد، تائیوان کی 6.8 فیصد اور انڈونیشیا کی 6.5 فیصد۔ پاکستان میں بالغ مرد 45 فیصد اور بالغ خواتین 75 فیصد ان پڑھ ہیں جب کہ چین میں یہ تناسب 27 فیصد اور 38 فیصد ہے اور انڈونیشیا میں 23 فیصد اور 32 فیصد۔ پاکستان کی خام قومی پیداوار (GNP) میں صنعتی شعبہ کا حصہ 18.4 فیصد ہے جبکہ چین میں 42 فیصد ہے۔ پاکستان میں فی کس توانائی (Energy) کا استعمال 243 کلو گرام تیل کے سادی ہے جب کہ چین میں 602 کلو گرام اور بھارت میں 337 کلو گرام ہے۔ پاکستان میں خام داخلی سرمایہ کاری کی سالانہ شرح ترقی 5.6 فیصد ہے جب کہ چین میں 12.4 فیصد۔

## 4- غذا کی قلت اور امراض:

یہاں بیماری عام ہے، امراض پیچیدگی رہتی ہیں، خوراک کی قلت ہے، بے روزگاریوں، بھکاریوں اور محتاجوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ستمبر 2011ء میں ڈیٹگی وائرس سے متعدد لوگ بیمار اور جان بحق ہوئے۔

## 5- اموات شیرکان کی بلند شرح (Infant Mortality Rate):

پاکستان میں شیرکان کی شرح اموات بہت بلند ہے۔ اس سے مراد ہے: پیدا ہونے والے ایک ہزار بچوں میں سے ایک سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے فوت ہو جانے والے بچوں کا تناسب، 1988ء میں یہ شرح 112 فی ہزار تھی جو اگرچہ کم ہو کر 2011ء میں 70 فی ہزار ہو گئی لیکن پھر بھی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان (خصوصاً دیہاتی علاقوں) میں حفظانِ صحت کی سہولتیں کم ہیں۔

## 6- کماؤ آبادی کا تناسب کم ہے:

پاکستان کی آبادی کا 40 فیصد حصہ 14 سال سے کم عمر کے نابالغوں پر مشتمل ہے اور 4 فیصد 65 سال کی عمر سے زیادہ بوڑھوں کا۔ گویا یہ افراد پیدائش، میاں، خوراک، تعلیم اور طبی سہولتیں فراہم کرنی پڑتی ہیں۔ اس لئے 33 فیصد کماؤ آبادی ہے جو باقی ماندہ 67 فیصد آبادی کی کفالت کا ذمہ اٹھائے ہوئے ہے۔

7- معاشی ترقی کی بے اثری: لوگوں کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قومی آمدنی میں اضافہ کی شرح، آبادی میں اضافہ کی شرح سے بلند ہو۔ اس وقت ہماری معیشت تقریباً چار فیصد سالانہ شرح سے ترقی کر رہی ہے جبکہ آبادی میں 2.05 فیصد سالانہ شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ گویا معاشی ترقی کا نصف آبادی میں اضافہ کی نذر ہو جاتا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر منصوبہ بندی کمزور چوتھے منصوبے میں لکھتا ہے:

"This situation heavily dilutes the development effort in country and contributes towards the persistence of hunger, disease and misery existing in less developing parts."

## 8- بے روزگاری و نیم روزگاری:

اس وقت پاکستان میں بے روزگاری کی شرح 6 فیصد ہے اور تیس لاکھ افراد بے روزگار ہیں اور اس سے تقریباً گنتی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو پورے طور پر برسرِ روزگار نہیں بلکہ نیم روزگاری (Underemployment) کا شکار ہیں۔ نیز ہر سال ملک کی افرادی قوت (Manpower) میں دس لاکھ افراد کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ بے روزگاری، اور نیم روزگاری بھی افراطِ آبادی کی علامت ہے۔

## 9- بیرونی قرضہ کا بوجھ:

پاکستان وسائل کی قلت اور آبادی کی کثرت کے باعث غیر ممالک کا قرضہ مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ مارچ 2010ء میں غیر ملکی قرضوں کی مالیت بیچین ارب ڈالر تھی۔ 2009-10ء میں ان قرضوں کی سالانہ سرسنگ کی مالیت (یعنی اصل زرا اور سود کی ادائیگی وغیرہ) 3,095 ملین ڈالر تھیں۔ پاکستان میں بیرونی قرضے 2017 کی پہلی سرمایہ میں 174126 امریکی ڈالر سے 2016 میں چوتھے سرمایہ کے مقابلے میں 175747 امریکی ڈالر بڑھ گیا۔

## 10- آبادی کی شرح افزائش بلند ہے:

پاکستان میں آبادی کے بڑھنے کی رفتار 1.86 فیصد سالانہ ہے جب کہ دیگر ترقی یافتہ ممالک میں آبادی کے بڑھنے کی رفتار صرف 0.6 فیصد ہے اور جب وہاں صنعتی انقلاب رونما ہو رہا تھا، اس وقت بھی ان کی شرح افزائش فقط 0.5 فیصد تھی۔

## 11- معاشرتی سہولتوں کی کمی:

آبادی کے مقابلے میں قومی آمدنی کم ہونے کے باعث بنیادی ترقی اور معاشرتی سہولتوں کی قلت ہے۔ مثلاً پاکستان میں مجموعی قومی پیداوار (GNP) کا صرف 2 فیصد حصہ تعلیم پر خرچ ہوتا ہے اور خواندگی کی شرح بمشکل 58 فیصد ہے۔ صحت عامہ (Public Health) پر قومی پیداوار کا فقط 0.5 فیصد حصہ خرچ ہوتا ہے۔ آبادی کے لحاظ سے تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کی تعداد بھی کم ہے۔

## افراطِ آبادی کا حل (آبادی کی منصوبہ بندی) (Population Planning):

افراطِ آبادی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ماہرین معاشیات کے مطابق دو قسم کے اقدامات ضروری ہیں: ایک شرح ولادت کو گھٹا کر آبادی کی تعداد کو کم کرنے کے لئے، اور دوسرے ملکی پیداوار بڑھائی جائے تاکہ ہر شخص کو حصول آمدنی حاصل ہو سکے۔ یہاں ہم دونوں کا الگ الگ ذکر کرتے ہیں۔

## 1- شرح ولادت کم کرنے کے لئے ماہرین معاشیات یہ اقدامات تجویز کرتے ہیں:

لوگوں کو یہ بات سمجھائی جائے کہ کم بچے پیدا کرنے سے انہیں بہت فائدہ حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً ماؤں کی صحت ٹھیک رہتی ہے،

نیشنل انسٹیٹیوٹ  
پلاننگ  
ایف ڈی سی

بچے تندرست رہتے ہیں، شرح اموات کم جاتی ہے، بچوں کی تعلیم و تربیت اور نگہداشت بہتر طریقے سے ہو سکتی ہے اپنی محدود آمدنی سے دوبارہ آسائش زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

2- فروغ تعلیم: تعلیم کو فروغ دیا جائے کیونکہ تعلیم یافتہ لوگ ضبط تولید کی طرف یہ آسانی ملے ہو جاتے ہیں۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ تعلیم یافتہ عورتیں، ایک تو دیر سے شادی کرتی ہیں اور دوسرے وہ زیادہ بچوں کی ماں بننا پسند نہیں کرتیں۔

3- منصوبہ بندی مراکز: خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے دائیوں، اہلیتہ و ذریعوں اور لیڈی ڈاکٹروں کی تعداد بڑھانی چاہیے، اور شہری اور دیہی علاقوں میں کنبہ بندی کے مراکز زیادہ سے زیادہ کھولے جائیں۔ افزائش آبادی کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک طرف شرح ولادت کو کم کرنے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف پیداوار میں اضافہ کرنا بھی ضروری ہے۔

4- پیداوار میں اضافہ: ملک کے قدرتی ذرائع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے، تاکہ اشیاء کی پیداوار بڑھے اور ہر شخص کو پہلے سے زیادہ حصہ ملے۔ زرعی و صنعتی ترقی کے لئے موثر اقدامات کرنے چاہئیں۔

5- کارکن آبادی میں اضافہ: ملک کی معاشی جدوجہد میں حصہ لینے والی آبادی کو بڑھانا چاہئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کو ایسے کام مہیا کئے جائیں جو ان کی صحت پر برا اثر نہ ڈالیں اور ان کے گھریلو ماحول، سماجی اقدار (Cultural Values) اور روایات کے مطابق ہوں۔

6- تعلیم و فنی تربیت: تعلیم اور ٹیکنیکل ٹریننگ کی سہولتیں بڑھا کر لوگوں کی صلاحیت اور قوت کار (Efficiency) میں اضافہ کرنا چاہئے، تاکہ ہر شخص پہلے سے زیادہ اشیاء پیدا کر سکے۔

حکومت کے اقدامات: حکومت نے افزائش آبادی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے ہیں:

1- بہبود آبادی مرکز: اس وقت 1911 فیملی ویلفیئر سنٹرز (بہبود آبادی کے مراکز) خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق خدمات مہیا کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں عوام کو راغب کرنے کے لئے 23 ہزار جسر ڈیوٹیکل پریکٹیشنرز اور 21 ہزار اطباء اور بوسیدہ پتہ ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اب تک 13,000 فیملی پلاننگ کارکن بھرتی کئے گئے ہیں۔ مزید برآں اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی معرفت بھی لوگوں کو اس طرف مائل کیا جاتا ہے۔ نیز کتابچے (Booklet)، پمفلٹ، پوسٹر اور پینڈل چھاپ کر تقسیم کئے جاتے ہیں۔

2- خاندانی منصوبہ بندی: خاندانی منصوبہ بندی کو مقبول بنا کر کوشش کی جائے گی کہ آئندہ پچیس سال کے عرصہ میں شرح ولادت کم ہو کر نصف رہ جائے اور 2012ء تک شرح افزائش آبادی کم ہو کر 1.6 فیصد رہ جائے۔ اس ضمن میں درج ذیل پروگرام بنایا گیا:

(الف) ملک میں 45 ہزار دیہات ہیں جن میں ساڑھے آٹھ کروڑ لوگ آباد ہیں، اس میں "فیملی ویلفیئر پروگرام" کے تحت 151 موہاں (گشتی) سرویس پونٹس قائم کئے جائیں گے۔

(ب) دیہات میں پاپولیشن پلاننگ کے سلسلہ میں ایک پروگرام دیہی خاندانی منصوبہ بندی کارکنان (Village-Based Family Planning Workers: VBFPWs) کے ذریعے چلایا جا رہا ہے۔ نیز معلومات (Information)، تعلیم (Education) اور ابلاغ (Communication) کی تحریک IEC کی حکمت عملی، مردوزن دونوں کے لئے اختیار کی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں 182 غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کا تعاون بھی حاصل ہے۔ حکومت نے اسلام آباد میں آبادی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ریسرچ کرنے کے لئے ایک نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پاپولیشن سٹڈیز (NIPS) قائم کر رکھا ہے جو آبادی کی کمیونڈ کے مختلف پہلوؤں اور مسائل کا جائزہ لیتا اور حکمت عملی وضع کرتا ہے۔ ان مساعی کے نتیجہ میں پاکستان کی آبادی کی شرح افزائش جو 94-1993ء میں 2.9 فیصد تھی، کم ہو کر 2017ء میں 1.86 فیصد ہو گئی ہے۔

### پاکستان میں جمعیت محنت کے مسائل (Problems of Labour Force)

کسی ملک کی معاشی ترقی اور نشو و نما کا بیشتر دار و مدار اس بات پر ہے کہ وہاں کی آبادی ایک فعال، مستعد، سرگرم اور موثر عامل پیداؤں کی حیثیت سے معاشی جدوجہد میں حصہ لے، اور اشیاء و خدمات کی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرے۔ عالمی پیدائش میں قدرتی ذرائع اور سرمائے کے علاوہ خود انسانی محنت کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ اگر قدرتی ذرائع کی فراوانی ہو، لیکن کام کرنے والے لوگ ست، کامل، ناخواندہ، بے ہنر، سردجوش اور غیر مستعد ہوں تو ان ذرائع سے ہرگز فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، اور تو یہ پیداوار میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا اصل چیز یہ ہے کہ کارکن آبادی، الواعزم، باہمت، حوصلہ مند، خواندہ، فنی لحاظ سے تربیت یافتہ، جدید ٹیکنالوجی میں ماہر اور مختلف فنون میں ہنر مند ہو۔ جسمانی لحاظ سے توانا اور چست ہو، اخلاقی لحاظ سے دیانتدار، جفاکش اور محنتی ہو۔ پاکستان کی معاشی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہماری آبادی بھی مستعد اور محنتی ہو، لہذا ہم یہاں ایسی تجاویز پیش کرتے ہیں، جن کی مدد سے جمعیت محنت فعال اور موثر (Effective) عامل بن سکی ہے۔

1- تعداد کا پہلو:

سب سے پہلے آبادی کی تعداد کا پہلو توجہ طلب ہے۔ ماہرین معاشیات کی رائے میں آبادی ملکی وسائل اور معاشی ترقی کی رفتار کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ چودہ سال سے کم عمر کے لوگوں کی تعداد کل آبادی کا 46 فیصد ہے، نیز ہمارے ہاں عورتیں معاشی جدوجہد میں زیادہ حصہ نہیں لیتیں، اس لئے ماہرین کی رائے ہے کہ آبادی کی شرح افزائش کو کم کیا جائے۔

2- جمعیت محنت کا حجم (Volume):

یہ بات ظاہر ہے کہ ساری آبادی معاشی جدوجہد میں حصہ نہیں لیتی، بلکہ صرف وہ لوگ اشیاء و خدمات کی پیداوار میں شریک ہوتے ہیں، جو کام کرنے کی عمر کو پہنچ جائیں، اور کام کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں۔ ایسی تعداد کو جمعیت محنت (لیبر فورس) کہا جاتا ہے۔ پاکستان میں جمعیت محنت کا تخمینہ دو طرح سے لگایا جاتا ہے: اول، خام شرح کارکنان (Crude Activity Rate: CAR) اس سے مراد ہے: کل آبادی میں جمعیت محنت کا فیصدی حصہ اور دوم، خالص (یا صافی) شرح کارکنان (Refined Activity Rate: RAR)۔ اس سے مراد ہے: دی سال کی عمر اور اس سے زائد عمر کی آبادی میں جمعیت محنت کا فیصدی حصہ۔ اس وقت پاکستان میں خام شرح کارکنان 33 فیصد ہے اور خالص شرح کارکنان 47 فیصد۔ پاکستان میں کل آبادی کے مقابلہ میں جمعیت محنت کا تناسب (Ratio) بھی پست ہے، کیونکہ ہماری آبادی کا صرف 33 فیصد حصہ کارکن آبادی پر مشتمل ہے اور باقی منحصرین (Dependents) پر۔ حالانکہ ملائیشیا میں 36.6 فیصد، انڈونیشیا میں

37.7 فیصد، تھائی لینڈ میں 48.8 فیصد اور ترقی یافتہ ممالک میں پچاس فیصد سے بھی زیادہ لوگ معاشی کاربے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے ہاں فعال (Active) آبادی کی نسبت کم ہے۔ ایسے حالات میں ضروری ہے کہ مختلف طریقوں سے کارکن آبادی کا تناسب بلند کیا جائے۔

### 3- زرعی اصلاحات (Land Reforms):

زرعی شعبہ میں کام کرنے والے لوگ صرف اسی صورت میں فعال اور موثر بن سکتے ہیں، جب ملک میں صحیح معنوں میں زرعی اصلاحات نافذ کی جائیں، کیونکہ جب تک کسان اور کاشت کار کو یہ یقین نہ ہو کہ وہ زمین کا خود مالک ہے اور وہ بخشی محنت کرے گا اس کا پھل (کسی بڑے زمیندار یا جاگیردار کو ملنے کے بجائے) خود اسی کو ملے گا، وہ جی لگا کر محنت نہیں کرے گا، اور نہ پیداوار بڑھانے میں جوش و خروش کا مظاہرہ کرے گا۔ مزارعین جو دوسروں کی زمین پر نیم دلی سے کاشت کرتے ہیں، انہیں پیداوار بڑھانے میں دلچسپی نہیں ہوتی۔ اس لئے معاشی ترقی کے لئے زرعی آبادی کو فعال بنانے کی خاطر ضروری ہے کہ زرعی اصلاحات صحیح معنوں میں نافذ کی جائیں، تاکہ کاشت کاروں میں خود اعتمادی اور کام کرنے کی ترغیب پیدا ہو۔

### 4- تعلیم اور فنی تربیت (Technical Training)

جابلہ آدی کے مقابلہ میں تعلیم یافتہ اور انسانی کے مقابلہ میں ہنرمند اور تکنیکی فنون میں ماہر کارکن، زیادہ مقدار میں اور بہتر معیاری اشیاء پیدا کر سکتا ہے، کیونکہ تعلیم اور فنی تربیت سے کام کرنے والے کی استعداد بڑھ جاتی ہے اور معاشی جدوجہد میں موثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں کے لوگ قومی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ وہ تعلیم، فنی تربیت اور تکنیکی فنون سے پوری طرح آراستہ ہوتے ہیں۔ امریکہ، مغربی یورپ، جاپان اور دیگر ممالک کے لوگ مختلف پیشوں میں بڑی مہارت حاصل کر چکے ہیں، سائنس و ٹیکنالوجی میں بہت آگے نکل گئے ہیں، لہذا ان کی معاشی ترقی کی رفتار قابل رشک ہے، جب کہ پاکستان کے لوگ تعلیم اور فنی مہارت میں بہت پیچھے ہیں۔ چنانچہ انہیں فعال بنانے کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو زرعی، صنعتی، تجارتی فنون سے آگاہ کیا جائے اور مختلف شعبوں کے لئے مطلوبہ قسم کی ٹریننگ دی جائے۔

### 5- پیداوار اور معاوضہ میں تناسب:

زرعی، صنعتی، بنکاری، مواصلاتی اور دیگر شعبوں میں کارکنوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی پیدا کردہ مقدار اور ان کے معاوضہ کے مابین ایک نسبت قائم کر دی جائے۔ یعنی ایک مزدور جتنی زیادہ اشیاء پیدا کرے، اسی قدر اس کی اجرت میں اضافہ کیا جائے۔ گویا اجرت اور تنخواہ کے علاوہ زرعی و صنعتی کارکنوں کو، فارم اور ٹیکسٹائل کی پیداوار اور منافع میں سے حصہ دیا جائے۔ یوں انہیں ترغیب ہوگی کہ پیداوار بڑھائی جائے، تاکہ انہیں بھی زیادہ حصہ مل سکے، گویا معاشی جدوجہد کے ثمرات میں ان کو حصہ دار بنادینے سے وہ زیادہ سرگرمی اور جوش و خروش سے محنت کریں گے اور قومی پیداوار بڑھانے میں فعال اور موثر کردار ادا کریں گے۔

### پاکستان میں بے روزگاری اور نیم روزگاری کا مسئلہ

#### PROBLEM OF UNEMPLOYMENT AND UNDER EMPLOYMENT IN PAKISTAN

پاکستان میں بے روزگاری کے سلسلے میں درج ذیل باتیں قابل توجہ ہیں:

بے روزگاری سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جن کی عمر دس سال یا اس سے زائد ہو اور

- ✦ ان کے پاس کوئی ملازمت نہ ہو۔
- ✦ اپنا کوئی کام نہ کر رہے ہوں۔
- ✦ تنخواہ پر ملازمت کے لئے دستیاب ہوں۔
- ✦ روزگاری تلاش میں ہوں یا اپنا کوئی ذریعہ معاشی بنانا چاہتے ہوں لیکن اس مقصد میں کامیاب نہ ہو رہے ہوں۔

### 1- بے روزگاروں کی تعداد:

جمعیت محنت (Labour Force) کے سائز کے لحاظ سے پاکستان دنیا میں دسواں بڑا ملک ہے۔ ہر سال جمعیت محنت میں ساڑھے تین فیصد شرح سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لیبر فورس سروے کے مطابق، اس وقت مجموعی طور پر ملک میں بے روزگاری کی شرح 6 فیصد ہے۔ اس لحاظ سے تقریباً ساڑھے تیس لاکھ افراد بے روزگار ہیں اور ہر سال آبادی بڑھتے جانے سے ان میں تقریباً 60 ہزار بے روزگار افراد کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

بے روزگاری کے باعث ملک کو شدید معاشی اور معاشرتی نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں:

(i) معاشی نقصان یہ ہے کہ اس کے باعث نہایت قیمتی وسائل پیداوار (مثلاً محنت وغیرہ) ضائع ہو جاتے ہیں کیونکہ بے روزگار کارکن جراثیم و خدمات پیدا کر سکتے ہیں وہ پیدا نہیں کر پاتے اور قوم ان سے محروم رہتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کثیر مقدار میں غلہ، کپڑا، گاڑیاں، مشینیں، ہماریں وغیرہ افکار سمندر میں پھینک دی جائیں۔

(ii) معاشرتی نقصان یہ ہے کہ بے روزگاروں کو اذیت ناک حالات و مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

### 2- مخفی بے روزگاری (Disguised Unemployment):

پاکستان میں کھلی بے روزگاری (Open Unemployment) کی شرح 6 فیصد ہے۔ ان کے علاوہ بہت سے لوگ کام نہ ملنے کی وجہ سے محنت میں صرف 35 گھنٹے کام کرتے ہیں اور باقی عرصہ بے کار رہتے ہیں۔ اسے مخفی یا مستور بے روزگاری کہا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی شرح 10.3 فیصد ہے۔ چنانچہ کھلی اور مخفی دونوں قسم کے بے روزگار افراد کی مجموعی شرح 15.8 فیصد ہوتی ہے۔ بے روزگاری کی شرح سے مراد ہے: "کل جمعیت محنت میں بے روزگار جمعیت محنت کا فیصد حصہ۔"

بے روزگاری افراد کی تعداد تقسیم کل جمعیت محنت یعنی: بے روزگار افراد کی تعداد / کل جمعیت محنت

The unemployment rate is the number of unemployed divided by the total labour force.

### 3- کارکن آبادی کا تناسب پست ہے:

پاکستان میں کارکن آبادی کی شرح، دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ مثلاً پاکستان میں کل آبادی کے صرف 33 فیصد لوگ کام کرتے ہیں جب کہ جاپان میں 52.2 فیصد۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ زیادہ کارکن آبادی والے ملکوں میں "خواتین آبادی" کا کثیر حصہ روزگار کے میں مصروف ہے۔

### 4- بیرون ملک روزگار کا حصول:

پاکستان میں بیرون ملک کام کرنے میں ان لوگوں کا بڑا حصہ رہا ہے جو روزگاری تلاش میں یورپ، امریکہ اور مشرق وسطیٰ کے ممالک میں گئے۔ بیرون ملک پاکستانیوں کی نقل مکانی کا سلسلہ 1973ء میں بہت بڑھ گیا۔ 1988ء میں تقریباً کل سولہ لاکھ پاکستانی غیر ممالک میں ملازمت یا کاروبار کر رہے تھے۔ 2009ء میں ساڑھے چھ لاکھ افراد کو بیرون ملک ملازمت کے لیے باہر بھیجا گیا۔

بے روزگاری کی وجوہات (Causes of Unemployment):

پاکستان میں بے روزگاری دو طرح کی ہے:

دیہات میں بے روزگاری سات فیصد اور شہروں میں دس فیصد ہے۔ اس کی اہم وجوہات یہ ہیں:

1- ناقص نظام اراضی (Land Tenure System):

پاکستان کے زرعی نظام میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ زمین کی تقسیم اور ملکیت انتہائی غیر مساویانہ اور غیر عادلانہ ہے۔ کیونکہ اراضی کا بیشتر حصہ جاگیرداروں اور زمینداروں کے قبضے میں ہے جب کہ دیہی آبادی کا کثیر حصہ خود اپنی ملکیتی اراضی سے محروم ہے بلکہ وہ زمینداروں کے مزارع کے طور پر کام یا مزدوری کرتے ہیں۔ اس وجہ سے بنیادی ذریعہ معاش یعنی زمین سے محرومی کے باعث، دیہی آبادی کے بیشتر لوگوں کو حسب ضرورت روزگار نہیں ملتا اور وہ بے روزگاری کا شکار ہیں۔ اس کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ پنجاب میں زیر کاشت زمین کا پانچواں حصہ ان بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں کی ملکیت ہے جن کی تعداد کل مالکان کا نصف (0.5) ہے، جبکہ اسی فیصد ملکیت میں صرف ایک تہائی زمین ہے۔ سندھ میں قابل کاشت اراضی کا تقریباً ستر فیصد رقبہ صرف سات فیصد زمینداروں کی ملکیت ہے، اور صوبہ سرحد میں زیر کاشت زمین کا اڑتالیس فیصد (یعنی تقریباً نصف) حصہ غنائیں (یعنی جاگیرداروں) کی ملکیت ہے۔ (حوالہ: جاگیرداروں کا ٹکغیر) (یاد رہے کہ انقلاب فرانس 1798ء میں آیا تھا جس کے باعث فرانس اور یورپ کے دیگر ملکوں میں جاگیرداری نظام ختم کر دیا گیا تھا)۔

2- چھوٹی صنعتوں اور دستکاریوں کی قلت:

دیہی آبادی کو روزگار دلانے کا ایک موثر ذریعہ گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں اور دستکاریاں ہوتی ہیں، لیکن ہمارے دیہات میں یہ صنعتیں اطمینان بخش حد تک فروغ نہیں پاسکیں۔ اس لئے روزگار کے مواقع (Employment Opportunities) حسب ضرورت پیدا نہیں ہو سکے اور بے روزگاری کا مسئلہ شدت اختیار کر گیا ہے۔

3- حتمی ڈھانچے کی عدم موجودگی (Low Infrastructure):

دیہی معیشت میں معاشی ترقی اور روزگار کے فروغ کے لئے بنیادی سہولتوں کی قلت ہے، مثلاً: ذرائع نقل و حمل، ذرائع خبر رسائی، سڑکیں، منڈیاں، مالی ادارے، بجلی، قدرتی گیس وغیرہ۔ لہذا حتمی ڈھانچے کی کمی کے باعث روزگار کے مواقع مطلوبہ حد تک پیدا نہیں ہو سکے۔

4- تعلیمی نظام کی غیر پیدواریت:

پاکستان کے موجودہ تعلیمی نظام میں غیر فنی اور آرٹس کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی اکثریت ہے اور وہ فارغ التحصیل ہو کر کسی تکنیکی شعبے یا پیشے میں کام نہیں کر سکتے، بلکہ ان کی پیدواریت کم ہوتی ہے، اس لئے وہ بے روزگاری کا شکار ہیں۔

5- سیاسی بدامنی اور معاشی عدم استحکام (Instability):

پاکستان کو سیاسی اور معاشی امن و استحکام نصیب نہیں ہو سکا، جس کے باعث ملک کی معاشی ترقی ہموار اور تسلی بخش رفتار سے نہیں ہوئی اور بے روزگاری کے مواقع پیدا ہو سکے۔

6- افراطی آبادی:

پاکستان میں کل آبادی 191.71 ملین افراد ہے۔ نیز آبادی میں اضافہ کی شرح 1.86% ہے۔ ملکی معیشت بڑھتی ہوئی آبادی کو روزگار فراہم کرنے کے قابل نہیں ہے۔

7- فنی تعلیم کی کمی:

ہمارا موجودہ نظام تعلیم فنی اور تکنیکی تربیت دینے سے قاصر ہے۔ پیش ورانہ تعلیم کے بغیر روزگار کا حصول ممکن نہیں۔

8- زرعی شعبہ پر انحصار:

پاکستان کی افرادی قوت کا 43.5 فیصد حصہ زرعی شعبہ میں کام کر رہا ہے۔ زرعی شعبہ پر بہت زیادہ انحصار تمام افرادی قوت کو روزگار فراہم نہیں کر سکتا۔ ہمیں اپنی افرادی قوت دیگر شعبوں میں بھی استعمال کرنی چاہیے۔

9- بچپن میں کمی:

بچپن سرمایہ کاری کے لیے بہت ضروری ہیں۔ پاکستان میں بچپن کی شرح 14.5 فیصد ہے۔ اتنی کم بچپن سرمایہ کاری کو بڑھا نہیں سکتیں۔ اگر سرمایہ کاری نہیں ہوگی تو لوگ بے روزگار رہیں گے۔

10- محنت کی طلب اور رسد کا عدم توازن:

مختلف شعبوں میں محنت کی طلب اور رسد کا عدم توازن بے روزگاری کا باعث بنتا ہے۔ دیہاتی علاقوں میں بے روزگاری شہروں کی نسبت زیادہ ہے۔

11- سیاسی عدم استحکام:

آزادی کے بعد اب تک ملک کو صحیح سیاسی استحکام نصیب نہیں ہو سکا۔ یکے بعد دیگرے جلد جلد حکومتیں بدلتی رہیں، اور ملک ناقص حکمرانی (Poor Governance) کا شکار رہا۔ اس لئے معاشی ترقی کے لئے طویل المیعاد اور خوش بنیادوں پر منصوبے نہیں بنائے جاسکے۔ 1954ء میں دستور ساز اسمبلی توڑ دی گئی۔ 1958ء میں مرحوم ایوب خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ ستمبر 1965ء میں بھارت سے جنگ ہو گئی۔ 1968ء کے آخر میں سابق صدر ایوب خان کے خلاف ملک گیر ہنگامے ہوئے، مارچ 1969ء میں صدر یحییٰ خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا، 1970ء میں قومی الیکشنوں کے باعث حالات خندوش رہے، 1971ء کے دوران شیخ مجیب الرحمن کے جتھے شکست معصیت کا باعث بنے رہے، 1971ء میں بھارت سے جنگ لگ گئی اور ملک دو حصوں میں ٹوٹ گیا۔ 1972ء سے پیپلز پارٹی کا دور حکومت شروع ہوا۔ بنگلہ دیش کی بنیاد اور بہت سے صنعتی ادارے قومی تحویل میں لے لئے گئے، جس کے باعث نجی کاروباری شعبہ کی سخت حوصلہ شکنی ہوئی اور پیداوار کم ہو گئی۔ مارچ 1977ء کے الیکشن کے بعد ملک گیر تحریک چلی تا آئندہ 5 جولائی 1977ء کو محب وطن حکومت کا تختہ الٹ کر جنرل ضیا نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔

اگست 1988ء میں صدر ضیا مرحوم کے انتقال کے بعد جماعتی بنیادوں پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے الیکشن ہوئے، جس میں پیپلز پارٹی نے مرکز اور صوبہ سرحد و سندھ میں اپنی حکومت بنائی جب کہ پنجاب اور بلوچستان میں پیپلز پارٹی کی مخالفت جماعتوں نے حکومتیں قائم کیں۔ اس اختلاف کے باعث سیاسی استحکام اور معاشی ترقی میں سخت رکاوٹ پڑی۔ چھ اگست 1990ء کو صدر غلام اسحاق خان نے پیپلز پارٹی کی بے نظیر حکومت ختم کر دی اور قومی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں، جس کے باعث معاشی حالات پھر قفل کا شکار ہو گئے۔ اکتوبر 1990ء میں از سر نو الیکشن ہوئے جن کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کو شکست ہوئی اور اسلامی جمہوری اتحاد نے حکومت تشکیل دی۔

اپریل 1993ء میں ایک مرتبہ بھر صدر پاکستان نے (پانچ سال میں تیسری بار) قومی اسمبلی توڑ کر کامیاب کمرخواست کر دیا۔ جون میں پیرم کورٹ کے فیصلے سے یہ بحال ہو گئی مگر صدر (غلام اسحاق خان) اور وزیر اعظم (نواز شریف) کی باہمی مجاذہ آرائی اور کشمکش کے باعث وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا پڑا۔ پھر چھ اکتوبر اور نو اکتوبر 1993ء کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے الیکشن کرائے گئے اور اکتوبر 1993ء میں تیسری مرتبہ پیپلز پارٹی کی (بے نظیر) حکومت برسر اقتدار آئی جس کے دور میں کراچی کے اندر حکومت اور (سیاسی پارٹی) ایم کیو ایم کے مابین

مواسلات، ذرائع نقل و حمل اور انسانی ذرائع کی ترقی 184 ملکی کتاب معاشیات پارٹ-II  
زبردست محاذ آرائی ہوئی۔ نقل و دعارت کا بازار گرم ہو گیا۔ ہڑتالوں کا سلسلہ طویل ہوتا گیا اور لاقانونیت اور بد امنی کے باعث معاشی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔

آخر کار 5 نومبر 1996ء کو صدر پاکستان فاروق خان لغاری نے بے نظیر حکومت کو برطرف کر دیا اور مرکزی و صوبائی اسمبلیاں توڑ کر نوے دن کے بعد اسمبلی نویشن کرانے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ 3 فروری 1997ء کو منعقد ہونے والے قومی اور صوبائی الیکشنوں میں پاکستان مسلم لیگ (ن) بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی۔ پھر وزیر اعظم نواز شریف اور فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کے مابین محاذ آرائی شروع ہو گئی اور 12 اکتوبر 1999ء کو جنرل مشرف نے حکومت کو برطرف کر کے چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے ملک کا انتظام سنبھال لیا اور میاں نواز شریف کو جلاوطن کر دیا۔

جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں، امریکہ کو افغانستان کے خلاف جنگ میں پاکستان کے پانچ ہوائی اڈے دیے گئے جہاں سے 57,800 حملوں کی اجازت دی گئی۔ نیز تقریباً آٹھ لاکھ امریکی فوجی پاکستان کے راستے افغانستان گئے جس سے حکومت پاکستان کو بارہ ارب ڈالر کا نقصان ہوا، لیکن اس کے بدلے پاکستان کے صرف ایک ارب ڈالر کے قرضے معاف کئے گئے۔

پھر فروری 2008ء کے الیکشن کے بعد لے کر پیپلز پارٹی کے آصف زرداری صدر اور یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ غرض قیام پاکستان کے سال 1947ء سے لے کر 2011ء تک کے گزشتہ 64 سالہ عرصہ میں ملک کے چوبیس وزیر اعظم بنے۔ جس کے باعث ایک وزیر اعظم کا اوسط عرصہ اقتدار اڑھائی سال بنتا ہے اور اگر اس میں سے فوجی اقتدار کا عرصہ نکال دیا جائے تو اوسط عرصہ صرف سو سال ہی رہ جاتا ہے۔ غرض قیام پاکستان سے لے کر اب تک حکومت کے اس طرح غیر مستحکم اور متزلزل ہونے کے باعث، اور وقفہ وقفہ سے سیاسی بحرانوں کے پیدا ہوجانے سے، معاشی ترقی میں شدید رکاوٹ پڑتی رہی ہے۔

بے روزگاری اور نیم بے روزگاری کا علاج (Remedy):  
پاکستان میں بے روزگاری اور نیم بے روزگاری کا علاج یہ ہے کہ مذکورہ بالا وجوہات کا سدباب کیا جائے، معیشت کی سست رفتار ترقی کے باعث بے روزگاری کی شرح بڑھ گئی، اس لئے روزگاری مواقع بڑھانے کا طریقہ یہی ہے کہ معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کر دیا جائے۔ اس لئے لازم ہے کہ چار شعبوں کو فروغ دیا جائے:

- (i) زراعت
  - (ii) تیل و گیس
  - (iii) چھوٹے اور درمیانہ درجہ کے کاروبار
  - (iv) اطلاعاتی ٹیکنالوجی (I.T) کے
- ان شعبوں میں قلیل سرمایہ کاری سے زیادہ روزگاری مواقع پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ اقدامات کرنے چاہئیں۔

1- زرعی اصلاحات (Land Reforms):  
پاکستان میں صحیح طور پر، موثر نوعیت کی زرعی اصلاحات نافذ کی جائیں تاکہ اراضی کی تقسیم بہتر ہو جائے اور بے زمین کاشتکار اپنی ملکیتی زمین کو کاشت کر کے، روزگار کے کافی مواقع حاصل کر سکیں۔ نیز زرعی شعبے میں جدید مشینیں، نئی ٹیکنالوجی، اعلیٰ بیج اور کھاد وغیرہ استعمال کر کے زرعی پیداوار میں بڑھائی جائے، اس طرح روزگار کے مواقع بڑھ سکتے ہیں۔

2- متبادل ذرائع روزگار کا فروغ:  
وہی علاقوں میں فالتو اور بے روزگار افراد کو روزگار دلانے کے لیے کاشتکاری کے علاوہ دیگر نوعیت کے متبادل پیشوں اور شعبوں کو ترقی دینی چاہئے۔ مثلاً کھیل (سپورٹس)، فارمنگ، فیش فارمنگ، پولٹری فارمنگ، گلہ بانی، متنوع دست کاریاں اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں وغیرہ۔ اس مقصد کے لئے قرضہ جاتی اور مالی ادارے قائم کئے جانے چاہئیں تاکہ ان صنعتوں کے فروغ کے لئے قرضے اور مالیات کی سہولتیں میسر

مواسلات، ذرائع نقل و حمل اور انسانی ذرائع کی ترقی 185 ملکی کتاب معاشیات پارٹ-II  
آسکیں۔ اس طرح زراعت سے وابستہ فالتو جمعیت محنت (Surplus Labour Force) کو بھی روزگار مل جائے گا اور فنی (Disguised) بے روزگاری ختم ہو جائے گی۔  
3- فنی و تکنیکی تعلیم و تربیت:

ہمارے نظام تعلیم کی اصلاح اس طرح کی جائے کہ آرٹس یا غیر پیداواری تعلیم کی بجائے فنی، تکنیکی (Technical) اور پیشہ ورانہ (Vocational) تعلیم و تربیت پر زور دیا جائے اور ملک بھر میں ایسے اداروں کا جال بچھا دیا جائے جو مختلف قسم کے درجہ کی اہلیت کے لوگوں کو متنوع قسم (Diversified) کی فنی اور تکنیکی تعلیم و تربیت دے سکیں، انہیں ہنرمند بنائیں اور دستکاریوں اور چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے کے اہل بنائیں۔

4- معاشی منصوبہ بندی (Economic Planning):  
ملکی معیشت کی ایسے خطوط پر منصوبہ بندی کی جائے کہ صنعت و تجارت کو فروغ حاصل ہو، صنعتوں کو سرکاری ملکیت میں لینے کے بجائے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے (1993ء تا 1998ء) کے بعد منصوبہ سازی میں قفل آگیا۔ موثر معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے زراعت، صنعت، بنکاری، تجارت اور دیگر شعبوں کو زیادہ بار آور بنانا چاہئے، تاکہ روزگار کے مواقع بڑھ جائیں، بے کاروں کی تعداد گھٹ جائے اور قومی آمدنی میں اضافہ ہو۔  
روزگار بڑھانے کے لئے سرکاری اقدامات:

1- نجی کاری (Privatisation) اور تعدیم ضوابط (Deregulation):  
ملک میں بے روزگاری کم کرنے اور روزگار کے مواقع بڑھانے کے لئے حکومت نے درج ذیل اقدامات کئے ہیں:  
1- نجی کاری اور تعدیم ضوابط کی پالیسیاں بنائی گئی ہیں تاکہ نجی شعبہ (Private Sector) کی حوصلہ افزائی ہو۔ اس طرح نجی سطح پر معاشی سرگرمیاں تیز ہو جائیں گی اور روزگاری مواقع میں اضافہ ہوگا۔ موثر دے کے ساتھ ساتھ بارہ خصوصی صنعتی زون (SIZs) بنائے جا رہے ہیں۔  
2- سمندر پار ملازمتوں کے مواقع:

حکومت کوشش کر رہی ہے کہ جمعیت محنت کے لیے مشرق وسطیٰ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت، عمان اور مشرقی بعید کے ممالک میں بھی ملازمت حاصل کرنے کے مواقع پیدا کر کے افرادی قوت کو باہر بھیجا جائے۔ لوگوں کو باہر بھیجنے کے لیے ”سمندر پار روزگاری کا رپوریشن“ (Overseas Employment Corporation) نے ایک ”معلومات بینک“ (Data Bank) قائم کیا ہے تاکہ بیرون ملک روزگار دلانے کے کام کو فروغ دیا جاسکے۔ ”محکمہ سمندر پار نقل مکانی روزگار“ (Bureau of Emigration and Overseas Employment) نے سمندر پار روزگار دلانے کے لئے ملتان اور مالاکنڈ ڈویژن میں دو نئے دفاتر کھولنے کا پروگرام بنایا ہے اور کوشش کی جائے گی کہ جنوبی کوریا، امریکہ اور یورپی ممالک میں ڈاکٹروں، نرسوں اور دیگر کارکنوں کے لیے روزگاری مواقع پیدا کئے جائیں۔ 2009ء کے دوران سمندر پار ممالک میں روزگار حاصل کرنے کے لئے بیٹھے لاکھ افراد کو بھیجا گیا۔ گزشتہ پانچ سالوں میں سمندر پار کام کرنے والے پاکستانیوں نے چھپیس ارب ڈالر پاکستان بھیجے۔ افرادی قوت کو بیرون ممالک میں بھیجنے کا کام دو شعبے انجام دیتے ہیں: ایک نجی (Private) شعبہ ”سمندر پار روزگار کو فروغ دینے والے ادارے“ (Overseas Employment Promoters) اور دوسرا سرکاری طور پر ”سمندر پار روزگاری کارپوریشن“ (Overseas Employment Corporation)۔

3- جون 1994ء میں ایک ”خود روزگاری پروگرام“ (Self-Employment Programme: SEP) جاری کیا گیا جس کے تحت چھوٹے پیمانے کی کاروباری سکیمنیں جاری کر کے بے روزگار لوگوں کے لئے کام کرنے کے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں۔ یہ پروگرام ان

اداروں کے تعاون سے مکمل کیا جاتا ہے۔ بینشل بینک آف پاکستان، حبیب بینک لمیٹڈ، خوشحالی بینک یا انگریجو کریڈٹ بینک (Micro Credit Bank) اور فرسٹ ویمینز بینک لمیٹڈ اس سکیم کے تحت دو طرح کا قرضہ مہیا کیا جاتا ہے: ایک چھوٹے کاروبار کے لئے دس ہزار روپے سے پانچ لاکھ روپے تک۔ اور دوسرا چھوٹی صنعتوں کے لئے پانچ لاکھ روپے سے پندرہ لاکھ روپے تک۔ فروری 2010ء تک تیس لاکھ افراد کو پچاس ارب اڑتالیس کروڑ روپے کا قرض دیا گیا۔ اس کی 26 اضلاع میں شاخیں قائم ہیں۔

#### 4۔ پیشہ ورانہ تربیت:

پاکستان میں پیشہ ورانہ تربیت مہیا کرنے کے ادارے قائم ہیں جن میں سالانہ 47 ہزار افراد تربیت لے سکتے ہیں۔ اس سہولت میں مزید توسیع کی جارہی ہے۔ وزارت محنت و افرادی قوت کے زیر نگرانی ہزار ہا مہارتوں کی ترقیاتی کونسلیں (Skill Development Councils: SDCs) قائم کی گئی ہیں تاکہ لوگوں کو مختلف قسم کے ہنر سکھائے جائیں۔ نیز ہائی ٹیک ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس (High Tech. Training Institutions) یعنی اعلیٰ درجہ کے فنی تربیت کے ادارے قائم کئے جائیں گے تاکہ نئی نئی ٹیکنالوجیز کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ اب تک ان کونسلوں نے سینتالیس ہزار کارکنوں کو صنعتی اور تجارتی شعبوں میں تربیت دی ہے۔ اندرون اور بیرون ملک روزگاری مواقع بڑھانے کے لئے کارکنوں کو مختلف پیشوں سے متعلق ٹریننگ دینے کے لئے یہ ادارے کام کر رہے ہیں:

- (i) بینشل انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایڈمنسٹریشن ٹریننگ (NILAT)
- (ii) پیشہ ورانہ تربیت دینے کا ادارہ (ڈوکٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ)
- (iii) بیورو آف ایمگریشن اینڈ اوور سیرایز پلاننگ (محکمہ بیرون وطن نقل مکانی اور سمندر پار روزگار)

(5) چھوٹے اور درمیانے درجہ کے کاروبار کا ترقیاتی مقدمہ (SMEDA):  
پاکستان میں چھوٹے اور درمیانے درجہ کے کاروبار، نوجوانوں کو روزگار مہیا کرنے میں یہ اہم کردار ادا کرنے اور ان کی ترقی کے لئے حکومت نے ایک ادارہ (Small and Medium Enterprises Development Authority) قائم کیا ہے۔ یہ کاروباری ہنروں کی ترقی، پیداواروں کی ترقی اور ٹیکنالوجی کی مینجمنٹ کے بارے میں ورکشاپ اور سیمینار قائم کرتا ہے۔

(6) خوشحال پاکستان پروگرام:  
حکومت نے اس نام سے ایک چلک ورکس پروگرام شروع کیا جس پر اب تک چوبیس ارب روپے خرچ کئے ہیں اور ان سے دیہات میں دس لاکھ عارضی روزگاری مواقع پیدا ہوئے ہیں۔

(7) چھوٹے و درمیانے درجہ کے کاروبار:

ایسے کاروبار محنت جاذب (Labour Intensive) ہوتے ہیں یعنی زیادہ مزدوروں کو روزگاری مواقع مہیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جنوری 2002ء میں پاکستان میں ایس ایم ای (Small and Medium Enterprises: SME) بینک قائم کیا گیا جو چھوٹے اور درمیانے درجہ کے کاروبار کو قرضہ دیتا ہے۔ ”ہنرمند پاکستانی سکیم“ کے تحت درج ذیل کاموں کے لئے مالی امداد مہیا کی جارہی ہے: پنکھا سازی، چھریاں کانٹے بنانے (کٹلری) کی صنعت، آلات جرحی، خواتین کے ادارے، آٹو لومز، فرنیچر سازی، موٹر سائیکل رکشا وغیرہ۔ 2010ء تک اس بینک نے 8,299 اداروں کی بھی مدد کی اور انہیں نو ارب 51 کروڑ روپے قرضہ دیا جس سے 40,891 افراد کو فائدہ پہنچا۔ چھوٹے قرضے دینے والے شعبے (Micro Financial Industries: MFI) نے دسمبر 2010ء تک اکیس لاکھ افراد کو پچاس ارب پچاس کروڑ روپے کا قرضہ دے رکھا تھا۔

(8) دس سالہ ترقیاتی منصوبہ:  
حکومت نے سرکاری شعبہ میں ترقیاتی پروگرام کے لئے 2005ء میں دو کرب، دو ارب (202 بلین) روپے مختص کئے۔ لوگوں کو فنی تربیت دینے اور ہنرمند بنانے کے لئے ملک بھر میں ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ہیں۔ یہ ادارے اسی فنون میں تربیت دیتے ہیں اور ہر سال ڈیڑھ لاکھ طلبہ تربیت حاصل کرتے ہیں۔ حکومت نے ایک دس سالہ (2001-11ء) تناظری ترقیاتی منصوبہ (Ten Year Perceptive Development Plan) بنایا جس کی نڈ سے حکومت اس عرصہ کے دوران آئندہ 1-12 کرب 87 ارب (11,287 بلین) روپے لگا کر ایک کروڑ تیرہ لاکھ روزگاری مواقع پیدا کرے گی۔

9۔ صدر کی روزگار سکیم:  
پاکستان کے معاشی مسائل کا بہترین حل یہ ہے کہ چھوٹے درجہ کے کاروباروں (Micro Businesses) کو ترقی اور فروغ دیا جائے۔ ان سے نہ صرف مسلسل بڑھتی ہوئی آبادی کو روزگاری مواقع ملیں گے بلکہ یہ غربت کا منہوس چکر (Vicious Circle of Poverty) ختم کرنے میں بھی مدد دیں گے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بینشل بینک آف پاکستان نے ”صدر کی روزگار سکیم“ کے تحت مختلف سکیمیں تیار کی ہیں جس کا نام (بینشل بینک آف پاکستان کاروبار) ”این بی پی (NBP) کاروبار“ رکھا گیا ہے۔ اس کے تحت پانچ سالہ عرصہ کے لئے ایک ایک لاکھ روپے کا قرضہ دیا جاتا ہے۔

(10) فنی اور پیشہ ورانہ تربیت:  
اس سلسلہ میں وفاقی سطح پر ایک ”قومی پیشہ وارانہ اور فنی تعلیم کا کمیشن“ (National Vocational and Technical Education Commission: NAVTEC) قائم کیا گیا ہے۔ جو نجی شعبہ کی اس سلسلہ میں حوصلہ افزائی کرے گا کہ ملک میں فنی تعلیم اور پیشہ وارانہ تربیت کی سہولیات پیدا کرے۔ اس کمیشن کے تحت 2008ء میں دو لاکھ افراد کو مختلف فنون کی تربیت دی گئی۔



### ماڈل پرچہ سوالات

انشائیہ (Subjective) حصہ اول (Section I)

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

- 1- ذرائع نقل و حمل اور ذرائع مواصلات سے کیا مراد ہے؟  
جواب: ذرائع نقل و حمل: ذرائع نقل و حمل میں ریلیں، بسیں، بحری جہاز اور ہوائی جہاز شامل ہیں۔  
ذرائع مواصلات: جبکہ ذرائع مواصلات میں تا (ٹیلیگرام) ڈاک ٹیلیفون، موہل فون، ٹیلیکس، ٹیلی گراف، ٹیلی وژن اور کمپیوٹر شامل ہیں۔
- 2- پاکستان میں بری بندرگاہیں (خشک گودیاں) (Dry Ports) کتنی ہیں؟  
جواب: پاکستان میں بحری بندرگاہوں کے علاوہ چھ (6) بری بندرگاہیں بھی واقع ہیں۔ ڈرامائی پورٹ لاہور میں اسکے علاوہ کراچی، کوئٹہ، پشاور، ملتان اور راولپنڈی میں ہیں۔
- 3- روڈ ٹرانسپورٹ کی اہمیت بتائیں؟  
جواب: پاکستان میں موٹر گاڑیوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا ہے اس اضافہ کی بڑی وجہ یہ ہے۔ قومی پیداوار اور نقل و حرکت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ شہری آبادی بڑھتی گئی ہے۔ چھوٹے فاصلوں کے لیے ریلوں کے مقابلے میں روڈ ٹرانسپورٹ زیادہ مفید ہے اس لیے اس کا انتظام مقامی حالات کے مطابق بہتر طور پر ہو سکتا ہے۔
- 4- کمپیوٹر کا تعارف کرائیں؟  
جواب: دور حاضر کی ایک نہایت مفید ایجاد کمپیوٹر ہے۔ جس کے باعث اطلاعاتی، تجارتی، معاشرتی اور سیاسی شعبوں میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں انٹرنیٹ، ای۔ میل اور دیگر کمپیوٹریٹ ورکس وغیرہ کی ٹیکنالوجی استعمال ہو رہی ہے۔
- 5- محنت کی پیداواریت (استعداد کار) کا مفہوم بتائیں؟  
جواب: تمام مزدوروں کی قابلیت اور کام کرنے کی اہلیت ایک جیسی نہیں ہوتی بعض زیادہ مستعد محنتی اور دیانت دار ہوتے ہیں اور بعض کم اس لیے ملک میں پیدا کیے دولت کا دار و مدار ایک تو اس بات پر ہے کہ وہاں کام کرنے والوں کی تعداد کیا ہے اور دوسرا اس بات پر کہ کام کرنے والوں کی پیداواری استعداد اور صلاحیت کتنی ہے۔
- 6- محنت کی نقل و حرکت پر پیر کی کیا مراد ہے؟  
جواب: مزدوروں کی صلاحیت و پیداواریت پر اس بات کا بھی اثر ہوتا ہے کہ وہ تلاش روزگار میں کس حد تک مختلف مقامات پر جانے کے لیے تیار ہوتے ہیں گویا ان میں نقل و حرکت پر پیر کی مراد مزدور کی وہ صلاحیت ہے جس کی بدولت وہ ایک پیشہ سے دوسرے پیشہ یا ایک مقام سے دوسرے مقام یا ترقی کے پہلے درجہ سے دوسرے درجہ میں جاسکتا ہے۔
- 7- آبادی کی منصوبہ بندی کا مفہوم بیان کیجئے؟  
جواب: افراط آبادی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ماہرین معاشیات کے مطابق دو قسم کے اقدامات ضروری ہیں:  
ایک شرح ولادت کو گھٹا کر آبادی کی تعداد کو کمزور بنانا اور دوسرے لکھی پیداوار بڑھانی جائے تاکہ ہر شخص کو معقول آمدنی حاصل ہو سکے۔
- 8- نیم بے روزگاری کی وضاحت کریں۔  
جواب: ایسی صورت حال جس میں افراد کو ان کی صلاحیت کے مطابق روزگار دستیاب نہ ہو نیم بے روزگاری کی حالت کہلاتی ہے۔

- 9- پورٹ قاسم کا تعارف کرائیں؟  
جواب: پاکستان کی بڑھتی ہوئی بحری تجارت کے پیش نظر کراچی کی واحد بندرگاہ کافی نہیں تھی لہذا کراچی سے 42 کومیٹر جنوب مشرق کی طرف عظیم مسلمان آبادی محمد بن قاسم کے نام پر وہاں قاسم پورٹ بنانے کے لیے جون 1973ء میں حکومت نے پورٹ قاسم اتھارٹی قائم کر دی اس بندرگاہ کا کل وقوع ملکی اور بین الاقوامی تجارت کے لیے موزوں ہے۔
- 10- اپنی حرکت پذیری سے کیا مراد ہے؟  
جواب: اس سے مراد ہے کہ مزدور کے درجہ یا عہدہ کا بدل جاتا مثلاً ایک کانٹینیل ترقی کرتے کرتے تھانیدار بن جائے یا ایک کالج لیکچرار ترقی کر کے پرنسپل بن جائے۔
- 11- محنت کی تعریف کریں؟  
جواب: محنت سے مراد ایسی قوت ہے جو کسی شے پیدا کرنے اور بنانے پر لگتی ہے۔ اس میں مزدور طبقہ آتا ہے۔
- 12- پاکستان میں بلند شرح افزائش کے اثرات تحریر کریں؟  
جواب: (i) فلاحی سہولتوں کی قلت (ii) زرعی زمین کی قلت (iii) معاشی کوائف کی کمی (iv) فرا کی قلت اور امراض (v) پاکستان میں بلند شرح پیدا کی آبادی کی چار وجوہات بیان کریں؟  
جواب: (i) منصوبہ بندی کے مراکز کی کمی (ii) تعلیم و فنی تربیت کی کمی (iii) آب و ہوا کا اثر (iv) دیہی آبادی میں اکثریت کا جاہل ہونا
- 14- محنت کی نقل و حرکت پر پیر کی چار اقسام بیان کریں؟  
جواب: (i) جغرافیائی نقل و حرکت پر پیر (ii) پیشہ ورانہ نقل و حرکت پر پیر (iii) متوازی یا افقی نقل و حرکت پر پیر (iv) عمودی یا اسی نقل و حرکت پر پیر
- 15- محنت کی استعداد کا متاثر کرنے والے چار عوامل تحریر کریں؟  
جواب: (i) کام کی رفتار (ii) کام کا معیار (iii) کام کے حالات (iv) جسمانی صحت

### حصہ دوم (Section II)

سوال نمبر 2: درج ذیل سوالات کے مفصل جوابات تحریر کریں:

- (i) ذرائع مواصلات و نقل و حمل کی اہمیت بیان کریں۔ (بہار پور بورڈ 2009ء)
- (ii) پاکستان ریلوے کی اہمیت اور کارکردگی پر نوٹ لکھیں۔
- (iii) کمپیوٹر اور اطلاع ٹیکنالوجی (IT) کی اہمیت واضح کریں۔
- (iv) محنت کی استعداد (Efficiency) کا دار و مدار کن باتوں پر ہے؟ (میرپور آزادی کشمیر بورڈ 2009ء)
- (v) محنت کی نقل و حرکت پر پیر (Mobility of labour) بڑھانے والے عوامل بیان کیجئے۔
- (vi) پاکستان میں جوہیت محنت (Labour Force) کے مسائل بیان کیجئے۔
- (vii) پاکستان میں بے روزگاری کی وجوہات کی وضاحت کیجئے۔ (مریپور آزاد کشمیر بورڈ 2011ء)
- (viii) پاکستان میں روزگاری مواقع (Job opportunities) بڑھانے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟